ہندوستان دارالاسلام ہے یا دارالحرب؟
۲
دو اہم فتوے
۱۔ امام احمد رضا بریلوی
۲۔ مولوی اشرف علی تھانوی
الرائیں پبلشرز۔ ملتان و لاہور

ہندوستان دارالاسلام ہے یا دارالحرب؟

۲ اہم فتوے

۱۔ امام احمد رضا بریلوی ؒ

۲۔ مولوی اشرف علی تھانوی

الرائیں پبلشرز، ملتان روڈ لاہور

نام کتاب —— دو اہم فتوے

۱- اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام —— امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

۲- تحذیر الاخوان عن الربوٰ فی الہندوستان —— مولوی اشرف علی تھانوی

عرض حال —— محمد عبدالحکیم شرف قادری

صفحات —— ۵۶

طباعت —— محرم الحرام ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء

مطبع ——

قیمت —— ۲۵

قیمت خرید —— ۱۴/ روپے

جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری منڈی لاہور

عرضِ حال

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز اس صدی کے وہ عظیم فقیہ اور نابغۂ روزگار شخصیت ہیں جنہوں نے سلف صالحین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بلا خوف لومۃ لائم احکام و بانیہ بیان کیے اور کسی دنیادار کی رضا یا ناراضگی کو خاطر میں نہ لائے، جس وقت جمعیۃ العلماء ہند، کانگرس سے وابستہ ہو کر گاندھی کو اپنا پیشوا بنا چکی تھی امام احمد رضا بریلوی نے "ہندو مسلم اتحاد" کے خلاف زبر دست فتوے جاری کیے، نیز بارگاہِ رسالت میں علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات پر شدید تنقید کی (تفصیل کیلئے حسام الحرمین، زلزلہ اور خون کے آنسو ملاحظہ ہوں) تو ان کے تمام تر علم و فضل، صداقت و حقانیت اور نیک نیتی کے باوجود علماء دیوبند انہیں ہدفِ تنقید بنانے کو اپنا فریضۂ منصبی خیال کرتے ہیں۔

گذشتہ دنوں دیوبندی مسلک کے ترجمان ہفت روزہ خدام الدین لاہور نے ایک اداریئے کا عنوان "فرقہ وارانہ اختلافات اور ہماری ذمہ داریاں" قائم کر کے اس بات پر زور دیا کہ تمام مذہبی مکاتبِ فکر اپنی صفوں میں خلفشار کو داخل ہونے کا موقعہ نہ دیں۔ بڑی اچھی بات ہے، اس میں کسے کلام ہو سکتا ہے لیکن قول و عمل کا تضاد ملاحظہ ہو کہ اسی اداریہ میں اہلِ سنت کے خلاف جس دیدہ دلیری سے آتش نوائی کی گئی اس سے پتہ چلتا ہے کہ دیدہ دانستہ خلفشار پیدا کرنے کی مہم شروع کی جا رہی ہے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں کس طمطراق سے لکھتے ہیں۔

> ہم بغیر کسی جھجک کے یہ بات کہنا چاہتے ہیں کہ بریلی کے جس مجدد فسق و تضلیل اور تکفیر باز کو انگریز ملعون نے اپنی ضرورتوں کے پیش نظر پروان چڑھایا اور پھر اس سے "اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام" نامی کتابیں لکھوا کر اپنی ظالمانہ حکومت کے لیے سند شرعی حاصل کی اسی کے بعض لگے بندھے پاکستان سے لے کر برطانیہ تک میں پھیلے ہوئے ہیں اور امت مرحومہ کی تکفیر و تفسیق کے روایتی ہتھیار لیکر

یہ لوگ قومی زندگی کو تلخ کر رہے ہیں [1]

یہ عبارت ایک دفعہ پھر غور سے پڑھیئے اور ایمان سے بتایئے، کیا اس لب ولہجہ میں گفتگو کرنے والے اتفاق واتحاد کی دعوت دینے میں مخلص ہو سکتے ہیں۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

بات صرف اتنی ہے کہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے ناموس مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تحفظ کی خاطر جہاد کیا تھا اور یہ لوگ، اپنے اکابر کے وقار کو بحال کرنے کے لیے قلم و قرطاس کی حرمت خاک میں ملا رہے ہیں۔

معاملہ یہیں ختم نہیں ہو گیا، لاہور کے ایک دیوبندی نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے رسالۂ مبارکہ "اعلام الاعلام" کا عکس چھاپ کر فروخت کرنا شروع کر دیا اور اس پر بحیثیت، ناشر اپنا نام اور پتہ نہ دے کر پس پردہ رہنا پسند کیا، لہٰذا مناسب معلوم ہوا کہ "اعلام الاعلام" شائع کر کے انہیں بتا دیا جائے کہ ان کی سعی لاحاصل ہے۔

انصاف پسند حضرات، تو اس رسالہ مبارکہ کے مطالعہ سے حقیقت حال سے واقف ہو جائیں گے، دیوبندیوں کو آئینہ دکھانے کے لیے آئندہ صفحات میں مولوی اشرف علی تھانوی کا رسالہ "تحذیر الاخوان عن الربوٰ فی الھندوستان" کا عکس شامل کیا جا رہا ہے جس میں تھانوی صاحب نے بھی ہندوستان کو دار الاسلام قرار دیا ہے۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے ۱۳۰۶ھ/ ۹-۱۸۸۸ء میں ایک استفتار کے جواب میں رسالۂ مبارکہ، اعلام الاعلام، لکھا۔ ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء میں آپ، کا وصال ہوا اور یہ رسالہ پہلی دفعہ ۲۴ مارچ ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۷ء میں شائع ہوا، کوئی عقلمند یہ تسلیم نہیں کر سکتا کہ انہوں نے انگریز کی خوشنودی کے لیے وصال سے چونتیس سال پہلے ایک رسالہ لکھا اور چھپا وصال کے چھ سال بعد، اگر انگریزوں کی خوشنودی مقصود ہوتی تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ یہ رسالہ ان کی حیات مبارکہ میں شائع نہ ہو جاتا۔ جب کہ تھانوی صاحب کا رسالہ ان کی زندگی میں چھپا۔ جیسا کہ پہلے صفحہ کی تحریر "محمد اشرف علی دام ظلہم العالی"

[1] خدام الدین، ہفت روزہ (اداریہ) شمارہ ۱۴ مئی ۱۹۷۶ء ص ۴

ضرور

سے پتہ چلتا ہے، اب اگر کوئی شخص کہہ دے کہ تھانوی صاحب نے یہ رسالہ انگریز کی خوشنودی کے لیے لکھ کر تھانہ بھون سے شائع کیا تھا تو یقیناً یہ قرین قیاس ہوگا، اسے مخالفین کا الزام کہہ کر رد نہیں کیا جا سکتا، ان کے ہمنوا بھی اس حقیقت کا برملا اعتراف کرتے ہیں۔

پروفیسر محمد سرور، سابق استاد جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی، مولانا عبید اللہ سندھی کے ملفوظات میں لکھتے ہیں:-

"مولانا سندھی، مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے علم و فضل اور ارشاد و سلوک میں انہیں جو بلند مقام حاصل ہے اس کے تو قائل تھے لیکن تحریک آزادی ہند کے بارے میں ان کی جو معاندانہ اور انگریزی حکومت کے حق میں مؤیدانہ مستقل روش رہی" اس سے وہ بہت خفا تھے اور جب بھی موقع ملتا، اپنی خفگی کے اظہار میں کبھی تامل نہ کرتے"۔[1]

اس موقعہ پر مولوی شبیر احمد عثمانی کا بیان بھی لائق توجہ ہے انہوں نے مولوی حفظ الرحمن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:-

"دیکھیے! حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ..... ہمارے آپ کے مسلّم بزرگ و پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے سنا گیا کہ ان کو چھ سو روپے ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے"۔[2]

عثمانی صاحب، دیوبندی مکتب فکر کی مسلّم شخصیت ہیں انہوں نے تھانوی صاحب کو حکومت انگریزی کی طرف سے ملنے والے چھ صد روپے ماہانہ وظیفے کا انکار نہیں کیا بلکہ بہ طور استشہاد پیش کیا ہے۔ کیا ایسی صورت میں بھی اپنی پاکدامنی کا ڈھنڈورہ پیٹ کر انگریز پرستی پر کا الزام علماء اہل سنت پر لگایا جا سکتا ہے۔

ایک دفعہ مولانا ہدایت الرسول رحمہ اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے سامنے نواب رامپور کو "سرکار" کے لفظ سے یاد کیا تو آپ نے فوراً فرمایا۔

سر و کارے بسر کارے ندارم بجز سرکار سرکار ایجاد

---

[1] محمد سرور: افادات و ملفوظات مولانا عبید اللہ سندھی (سندھ ساگر اکادمی، لاہور ۱۹۷۲ء) ص ۳۸۲

[2] مکالمۃ الصدرین، ص ۱۱

یعنی حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہم کسی دنیاوی سرکار سے غرض نہیں رکھتے ، آپ کی تمام تصانیف کا مطالعہ کر جایئے ، انگریز تو انگریز کسی مسلمان بادشاہ کے لیے بھی سرکار کا لفظ استعمال نہیں کیا جبکہ تھانوی صاحب لکھتے ہیں :-

شاید کسی کو شبہ ہو کہ غدر سے تو امانِ اول باقی نہیں رہا بلکہ عہد ثانی کی ضرورت ہوئی ، اول تو یہ بات غلط ہے ، غدر میں صرف باغیوں کو اندیشہ تھا عام رعایا سرکار سے بالکل مطمئن تھی ۔[1]

ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ انگریزی حکومت کے لیے " سرکار " اور مجاہدینِ آزادی کیلئے " باغیوں " کا استعمال کس ذہن کی غمازی کرتا ہے ۔

دیوبندیوں کے قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی نے تو حد ہی کر دی انہوں نے کسی لاگ لپٹ کے بغیر بڑے والہانہ انداز میں کہا :-

جب حقیقت میں سرکار کا فرمانبردار ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے ، اسے اختیار ہے جو چاہے کرے ۔[2]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :-

کروں مدح اہل دول رضاؔ پڑے اس بلا میں میری بلا

میں گدا ہوں اپنے کریم کا ، مرا دین پارۂ ناں نہیں

ان کی تمام زندگی اس قول کی آئینہ دار ہے ، انہوں نے جو کچھ کہا اللہ و رسولہ (جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہا کبھی دنیاوی مفاد کو درمیان میں نہیں لائے ۔ انہوں نے ببانگ دہل اس حقیقت کا اعلان کیا ، فرماتے ہیں ۔

اللہ و رسول جانتے ہیں کہ اظہارِ مسائل سے خادمانِ شرع کا مقصود کبھی مخلوق کی خوشی نہیں ہوتا ۔ صرف اللہ عزوجل کی رضا اور اس کے بندوں کو اس کے احکام پہنچانا ، وللہ الحمد

---

[1] اشرف علی تھانوی : تحذیر الاخوان ص ۹

[2] عاشق الٰہی میرٹھی : تذکرۃ الرشید ، ج ۲ ص ۸۰

سنیے! ہم کہیں، واحد قہار اور اس کے رسولوں اور آدمیوں سب کی ہزار در ہزار لعنتیں، جس نے انگریزوں کے خوش کرنے کو تباہی مسلمین کا مسئلہ نکالا ہو، نہیں نہیں بلکہ اس پر بھی جس نے حق مسئلہ نہ رضائے خدا و رسول، نہ تنبیہ و آگاہی مسلمین کے لیے بتایا بلکہ اس سے خوشنودی نصاریٰ اس کا مقصود و مدعا ہو[1]

اب اگر کوئی شخص نہ مانے تو اسے سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ یہ فیصلہ قیامت کے دن بارگاہِ الٰہی میں ہو گا کہ حق پر کون تھا۔

جب ندوۃ العلماء لکھنؤ قائم ہوا اور انگریز اور انگریزیت کی تعظیم و تکریم کے مناظر سامنے آئے تو امام احمد رضا بریلوی نے اس طرزِ عمل پر شدید تنقید کی، متعدد رسائل لکھ کر اپنا موقف برملا پیش کیا اور انگریز پرستی کی بھرپور مذمت کی، صمصام حسن میں فرمایا۔

ریش، حرام است دُم فرق، فرض
حج، سوئے انگلند بود قطعِ ارض

مشرقستانِ اقدس میں فرمایا:۔

زیں سگالشہا، چہ نالشہا کہ خود ایں سرکشاں
داور داد ار را برٹش گورنمی کنند[2]

ایک تقریر میں ندوۃ العلماء کے نظریات باطلہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

ندوہ تمام بددینوں، گمراہوں سے وداد و اتحاد فرض کرتی ہے۔ . . . . .

. . . . خدا سب سے راضی ہے سب کو ایک نظر دیکھتا ہے، گورمنٹ انگریزی کا معاملہ خدا کے معاملوں کا پورا نمونہ ہے، اس کے معاملے دیکھ کر خدا کی رضا و ناراضی کا حال کھل سکتا ہے، کلمہ گو کیسا ہی بددین، بدمذہب ہو ان میں جو زیادہ متقی ہے خدا کو زیادہ پیارا ہے، ان میں جس کی توہین کیجئے خدا و رسول پر حرف آتا ہے، یہ کلمات اور ان کے امثال خرافات کو اہل ندوہ کی جو روداد ہے جو مقال ہے، ایسی ہی

---

[1] احمد رضا بریلوی، امام اہل سنت: المحجۃ الموتمنۃ (مطبوعہ مطبع حسنی، بریلی بار دوم)، ص ۴۷
[2] ایضاً ، ص ۷۴

جاتوں[1] سے مالامال ہے سب صریح وشدید نکال وعظیم وبال وموجب غضب ذی الجلال ہیں[1]

تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات کے دوران اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے مسلمانوں کی فلاح ونجات کے لئے جو طریقے بیان فرمائے، ان میں سے ایک یہ تھا۔

اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدتے کہ گھر کا نفع گھر میں رہتا، اپنی حرفت وتجارت کو ترقی دیتے کہ کسی دوسری قوم کے محتاج نہ رہتے یہ نہ ہوتا کہ یورپ وامریکہ والے چھٹانک بھر تانبا کچھ صناعی کی گھڑت کر کے گھڑی وغیرہ نام رکھ کر آپ کو دے جائیں اور اس کے بدلے پاؤ بھر چاندی آپ سے لے جائیں[2]

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کا نظریہ تھا کہ بلاوجہ انگریزوں کو ایک پیسے کا فائدہ بھی نہیں پہنچانا چاہیئے۔ مولانا محمد حسین بریلوی، میرٹھی، حاجی علاؤالدین کے ہمراہ ایک مسئلہ کی دریافت کیلئے بریلی شریف حاضر ہوئے اس موقعہ پر جو گفتگو ہوئی مولانا محمد حسین میرٹھی کی زبانی سنیے، فرماتے ہیں۔

حضرت نے دریافت فرمایا کہ آپ کے خطوط آتے ہیں اُن میں ٹکٹ زیادہ لگے ہوتے ہیں حالانکہ ۲ (دو پیسے) میں آتا ہے حاجی (علاؤالدین) صاحب نے فرمایا، حضور! ۲ (دو پیسے) کے ٹکٹ تو عام لوگوں کے خطوط میں لگائے جاتے ہیں، فرمایا: بلاوجہ نصاریٰ کو روپیہ پہنچانا کیسا؟ حاجی صاحب نے چھوڑنے کا وعدہ کیا[3]

ایسے بے شمار امور امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے عقائد وافکار کو سمجھنے کے لیے ممد ومعاون ہو سکتے ہیں۔

غیر جانبدار اور نامور ادیب ونقاد جناب شوکت صدیقی، امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

ان کے بارے میں وہابیوں کا یہ الزام کہ وہ انگریزوں کے پروردہ یا انگریز پرست

---

[1] ظفر الدین بہاری، مولانا ملک العلماء:۔ حیات اعلیٰ حضرت ج ۱ ص ۱۲۷

[2] غلام معین الدین نعیمی، مولانا:۔ حیات صدر الافاضل (ادارہ نعیمیہ رضویہ سواد اعظم لاہور) ص ۱۵۹

[3] ظفر الدین بہاری، مولانا:۔ حیات اعلیٰ حضرت (مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی) ج ۱ ص ۱۴۰

تھے، نہایت گمراہ کن اور شر انگیز ہے۔

وہ انگریز اور ان کی حکومت کے اس قدر کٹر دشمن تھے کہ لفافہ پر ہمیشہ الٹا ٹکٹ لگاتے تھے اور برملا کہتے تھے کہ میں نے جارج پنجم کا سر نیچا کر دیا۔

انہوں نے زندگی بھر انگریزوں کی حکمرانی کو تسلیم نہیں کیا، مشہور ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے کبھی عدالت میں حاضری نہ دی، ایک بار انہیں ایک مقدمہ کے سلسلہ میں عدالت میں طلب بھی کیا گیا مگر انہوں نے توہینِ عدالت کے باوجود حاضری نہ دی اور یہ کہہ کر نہ دی کہ "میں انگریز کی حکومت ہی کو جب تسلیم نہیں کرتا تو اس کے عدل و انصاف اور عدالت کو کیسے تسلیم کر لوں" کہتے ہیں کہ انہیں گرفتار کر کے حاضر عدالت ہونے کے احکامات جاری کیے گئے۔ بات اتنی بڑھی کہ معاملہ پولیس سے گذر کر فوج تک پہنچا، مگر ان کے جاں نثار ہزاروں کی تعداد میں سر سے کفن باندھ کر ان کے گھر کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ آخر عدالت کو اپنا حکم واپس لینا پڑا۔[1]

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:۔

مولانا احمد رضا نہ کبھی انگریزوں کی حکومت سے وابستہ رہے، نہ ان کی حمایت میں کبھی فتویٰ دیا، نہ کبھی اس بات کا کسی طور اظہار کیا، کم از کم میری نظر سے ان کی ایسی کوئی تحریر یا تقریر نہیں گزری۔ اگر ایسی کوئی بات سامنے آتی تو اس کا ضرور ذکر کرتا، اس لیے کہ نہ میرا ان کے مسلک سے تعلق ہے نہ ان کے خانوادے سے، لہٰذا شاہ احمد رضا خاں کو علمائے سوء کے زمرے میں شامل کرنا سراسر بہتان اور تہمت ہے۔[2]

ہندوستان کو دار الاسلام قرار دینے سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ہندوستان پر انگریز کا قبضہ غاصبانہ ہے لہٰذا مسلمانوں کا حق ہے کہ بشرطِ استطاعت استخلاص وطن کے لیے جہاد کریں، یہی وجہ تھی کہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے تلامذہ، خلفاء، اور دیگر ہمنوا علماء و

---

[1] ہفت روزہ الفتح کراچی، شمارہ ۱۴ — ۲۱ مئی ۱۹۷۶ء ص ۱۷

[2] ایضاً، شمارہ ۲۸ مئی ۴ جون ۱۹۷۶ء ص ۱۸

مشائخ اہل سنت نے انگریز اور ہندو، دونوں کا مقابلہ کر کے تحریک پاکستان کو پروان چڑھایا۔

ہندوستان کو دارالحرب قرار دینے کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے انگریز کا قبضہ اور اقتدار تسلیم کر لیا ہے۔ جس کی بنا پر استخلاص وطن کی جدوجہد کا جواز ثابت کرنا مشکل ہو جائے گا۔ بھارت نے بنگلہ دیش پر شرمناک جارحانہ سازش کے ذریعے قبضہ کیا تو پاکستان کی رائے عامہ اسے تسلیم کرنے کے حق میں نہ تھی، تاکہ ملک کے دونوں حصوں کو دوبارہ متحد کرنے کے لیے جدوجہد کا جواز باقی رہ سکے، اب جبکہ سرکاری سطح پر بنگلہ دیش تسلیم کیا جا چکا ہے تو بین الاقوامی طور پر انضمام کا مطالبہ بہت مشکل ہو گیا ہے۔

ہندوستان کو دارالحرب قرار دینے میں یہ بہت بڑی دشواری ہے کہ مسلمانوں کو اس جگہ شعائر اسلامیہ کے اظہار پر پابندی قبول کرنا ہوگی اور بہت سے احکام شرعیہ کو مرفوع ماننا پڑے گا اور شرعی طور پر وہاں قیام ناجائز ہوگا کیونکہ دارالحرب سے ہجرت کرنا ضروری اور قیام ناجائز ہے۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ اس نازک مگر اہم نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> اما اصل ہندوستان کے دارالاسلام ہونے میں شک نہیں۔ عجب ان سے جو تحلیل ربوٰ کے لیے جس کی حرمت نصوص قاطعہ قرآنیہ سے ثابت اور کیسی کیسی وعیدیں اس پر وارد اس ملک کو دارالحرب ٹھہرائیں اور باوجود قدرت و استطاعت ہجرت کا خیال بھی دل میں نہ لائیں۔[1]

یہ امر کسی تاریخ داں سے مخفی نہیں کہ جو لوگ ہندوستان سے ہجرت کر کے افغانستان چلے گئے ان کا کیا حشر ہوا؟ اپنا ساز و سامان، زمین اور مکان وغیرہ اونے پونے ہندوؤں کے ہاتھ فروخت کر گئے اور جو کچھ پاس تھا وہ بھی لوٹ لیا گیا، واپس آئے تو پاس کچھ بھی نہیں تھا۔

دیوبندی مکتب فکر کے زعماء ہی یہ بتا سکیں گے کہ اس وقت ہندوستان دارالاسلام ہے یا دارالحرب؟ اگر دارالاسلام ہے تو اس میں کیا راز ہے کہ انگریز کی حکومت ہو تو ہندوستان دارالحرب اور ہندو کی حکومت ہو تو دارالاسلام، اور اگر دارالحرب ہے تو آپ کے بڑے بڑے علماء وہاں پر قیام پذیر کیوں ہیں، دارالحرب سے ہجرت کیوں نہیں کر جاتے یا پھر ہندو اقتدار کے خلاف علم جہاد بلند کیوں نہیں کرتے؟

---

[1] اعلام الاعلام ص ۵

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز نے پیش نظر رسالہ مبارکہ ۔ اعلام الاعلام ۔ میں ہندوستان کا دارالاسلام ہونا دلائل و براہین کی روشنی میں ثابت کیا ہے ۔

مولانا عبدالحی لکھنوی ایک فتویٰ میں لکھتے ہیں :۔

دارالحرب میں اہل اسلام کو کفار ہنود ہوں یا یہود یا نصاریٰ امام ابوحنیفہ کے نزدیک سود لینا جائز ہے ۔ جیسا کہ ہدایہ وغیرہ میں ہے " لا ربوٰ بین المسلم والحربی " ۔ دارالحرب ۔ لیکن بلاد ہند جو قبضہ نصاریٰ میں ہیں دارالحرب نہیں ہیں ۔ ان میں کافر سے سود لینا نہیں جائز ہے[1]

مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں :۔

ہندوستان کے دارالحرب ہونے میں شبہ ہے ۔ جیسا کہ منقولہ روایات سے آپ کو معلوم ہو گیا ۔ اگرچہ اس ناچیز کے نزدیک راجح یہی ہے کہ ہندوستان دارالحرب ہے[2]

اس کے باوجود دوسری جگہ لکھتے ہیں :۔

ایمان کی بات تو یہ تھی کہ ہجرت کے بارے میں ہندوستان کو دارالحرب قرار دیتے اور سود لینے اور نہ لینے اور دینے اور نہ دینے کے بارے میں ہندوستان کو دارالاسلام سمجھتے ، نہ کہ ہجرت کے بارے میں تو دارالاسلام اور سود لینے کے وقت اس کو دارالحرب سمجھیں ۔[3]

اب یہ تو مخالف ہی بتائیں گے کہ مولوی قاسم نانوتوی نے ہندوستان سے کب ہجرت کی تھی اور کہاں گئے تھے ؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی اسی نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

گویا یہ بلاد اسی دن کے لیے دارالحرب ہوئے تھے کہ مزے سے سود کے لطف اڑائیے اور بآرام تمام وطن مالوف میں بسر

---

[1] عبدالحی لکھنوی ، مولانا : مجموعہ فتاویٰ (مطبوعہ مطبع یوسفی ، لکھنو ۱۳۴۳ھ) ج ۱ ص ۳۴۲

[2] محمد قاسم نانوتوی : قاسم العلوم ، مکتوبات مترجم (مطبوعہ ناشران قرآن لاہور ۱۹۷۴ء) ص ۳۷۱

[3] ایضاً " " " " " " " ص ۳۶۲

فرماتے ہیں۔[1]

دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود حسن اور مسٹر براؤن کی گفتگو بھی دلچسپی کے لائق ہے۔ مولوی حسین احمد مدنی کی زبانی سنیے

البتہ ایک رات اس نے ہندوستان کی نسبت دریافت کی، اُس نے کہا کہ ہندوستان دار الحرب ہے یا دار الاسلام؟ مولانا۔۔۔ نے فرمایا کہ علماء نے اس میں آپس میں اختلاف کیا ہے۔ اس نے کہا کہ آپ کی کیا رائے ہے؟ مولانا نے فرمایا کہ میرے نزدیک دونوں صحیح کہتے ہیں۔ اُس نے تعجب سے کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ مولانا نے فرمایا کہ دار الحرب دو معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے، اور حقیقت میں یہ دونوں اس کے درجات ہیں، جن کے احکام جدا جدا ہیں، ایک معنی کی حیثیت سے اُس کو دار الحرب کہہ سکتے ہیں اور دوسرے کے اعتبار سے نہیں کہہ سکتے۔

اس نے تفصیل پوچھی، مولانا نے فرمایا کہ دار الحرب اُس ملک کو کہتے ہیں جس میں کافروں کی حکومت ہو اور وہ اُس قدر با اقتدار ہوں کہ جو حکم چاہیں جاری کریں، اس نے کہا یہ بات تو ہندوستان میں موجود ہے، مولانا نے فرمایا کہ ہاں اس لیے ہندوستان ضرور دار الحرب ہے۔ اس نے کہا دوسرے معنی کیا ہیں؟ مولانا نے فرمایا: کہ جس ملک میں اعلانیہ طور پر شعائر اسلام اور احکام اسلامیہ کے ادا کرنے کی ممانعت کی جاتی ہو یہ وہ دار الحرب ہے کہ جہاں سے ہجرت واجب ہو جاتی ہے (اگر استطاعت اصلاح نہ ہو) اس نے کہا کہ یہ بات تو ہندوستان میں نہیں، مولانا نے فرمایا: کہ ہاں جس نے دار الحرب کہنے سے احتراز کیا۔ غالباً اُس نے اسی کا خیال کیا ہے۔[2]

اگرچہ یہ امر قابل غور ہے کہ جب دار الحرب کے دو معنی، اس کے دو درجے ہیں جن کے احکام جدا جدا ہیں تو بیک وقت دونوں کس طرح صحیح ہو سکتے ہیں؟ تاہم اس میں شک نہیں کہ جس معنی کے لحاظ سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے ہندوستان کو دار الاسلام قرار دیا ہے مولوی محمود حسن بھی

---

[1] احمد رضا بریلوی، امام اہلِ سنت: اعلام الاعلام ص ۷

[2] حسین احمد مدنی: سفر نامہ شیخ الہند (مطبوعہ مکتبہ محمودیہ، لاہور ۱۹۷۴ء) ص ۱۶۶

اس معنی کے اعتبار سے ہندوستان کو دارالاسلام مانتے ہیں۔

دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے تو اس مسئلہ پر مستقل رسالہ "تحذیر الاخوان عن الربوٰ فی الھندوستان" تحریر کیا جس میں بڑے شرح وبسط کے ساتھ ہندوستان کا دارالاسلام ہونا ثابت کیا ہے۔ مولانا عبدالحی لکھنوی اور مولوی اشرف علی تھانوی جنھوں نے ڈنکے کی چوٹ پر ہندوستان کو دارالاسلام قرار دیا ہے مولوی محمد قاسم نانوتوی، سود کے معاملے میں دارالاسلام قرار دیتے ہیں۔ مولوی محمود حسن دارالحرب کے ایک معنی کے اعتبار سے ہندوستان کو دارالاسلام قرار دیتے ہیں۔ اس مرحلہ پر ہم انصاف و دیانت کے تمام پرستاروں سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ وہ ان حضرات کو کس درجے کا انگریز پرست قرار دیں گے؟ اگر آپ انہیں انگریز کا ایجنٹ اور حمایتی قرار دینے کے لیے تیار نہیں تو اہل دانش یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ خوف آخرت سے بے نیاز ہو کر امام احمد رضا بریلوی کے خلاف محض تعصب اور عناد کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے اور یہ پروپیگنڈا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔

مخالفین بڑے زور شور سے یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ نے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دیا تھا اور مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اسی فتوے کی بنا پر جہاد کے تمام تر اقدامات کیے تھے، حالانکہ حضرت شاہ صاحب نے انگریزی عملداری کی وجہ سے ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا تھا اور مولوی اسمٰعیل دہلوی ببانگ دہل اعلان کرتے رہے کہ ہمیں انگریزی حکومت سے کوئی پرخاش نہیں ہے، ہمارا مقابلہ صرف سکھوں سے ہے۔ مرزا حیرت دہلوی لکھتے ہیں :-

> سید صاحب نے مولانا شہید کے مشورہ سے شیخ غلام علی رئیس الہ آباد کی معرفت لیفٹننٹ گورنر ممالک مغربی شمال کی خدمت میں اطلاع دی کہ ہم لوگ سکھوں پر جہاد کرنے کی تیاری کرتے ہیں سرکار کو تو اس میں کچھ اعتراض نہیں ہے؟ لیفٹننٹ گورنر نے صاف لکھ دیا کہ ہماری عملداری امن میں خلل نہ پڑے تو ہمیں آپ سے کچھ سروکار نہیں، نہ ہم ایسی تیاری میں مانع ہیں یہ تمام ثبوت صاف اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ جہاد صرف سکھوں سے مخصوص تھا سرکار انگریزی سے مسلمانوں کو ہرگز مخاصمت نہ تھی [۱]

---

[۱] مرزا حیرت دہلوی : حیات طیبہ (مکتبہ السلام، لاہور ۱۹۵۸ء) ص ۵۲۳

پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ ہندوستان پر انگریز اور پنجاب پر سکھوں کی حکومت تھی۔ فتوائے دارالحرب کی بنا پر مولوی اسمٰعیل دہلوی ہندوستان یا پنجاب میں جہاد نہیں کرتے، جہاد صوبۂ سرحد میں کیا جاتا ہے اور زیادہ تر مسلمانوں کو ہی نشانۂ ستم بنایا جاتا ہے

(تفصیل کے لیے سو سال پہلے کی لکھی کتاب "تاریخ تناولیاں" مطبوعہ مکتبہ قادریہ، لاہور ملاحظہ ہو) بنا بریں یہ کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ اس جہاد کی بنا فتوائے دارالحرب پر تھی۔

دارالاسلام اور دارالحرب

کسی ملک کے بارے میں یہ جاننے کے لیے کہ دارالحرب ہے یا دارالاسلام، یہ دیکھنا ضروری ہے کہ وہاں اقتدار کس کا ہے اور احکام کس قسم کے نافذ ہیں۔ اس اعتبار سے ممالک کو چار قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) وہ ملک جہاں غیر مسلم حکمران ہے اور صرف اسی کے وضع کردہ قوانین کے مطابق فیصلے ہوتے ہیں اور شعائر اسلام پر پابندی نافذ ہے۔

(۲) وہ ملک جہاں مسلمان حاکم با اختیار ہے اور وہاں قوانین شرعیہ کے مطابق فیصلے ہوتے ہیں۔

(۳) وہ ملک جہاں مسلمان فرمانروا ہے اور وہاں شریعت کے مطابق بھی فیصلے ہوتے ہیں اور مقامی قانون کے مطابق بھی فیصلے ہوتے ہیں۔

(۴) وہ ملک جہاں غیر مسلم صاحب اقتدار ہے لیکن فیصلے ہر دو طرح ہوتے ہیں۔ قوانین شرع کے مطابق بھی اور مقامی قانون کے مطابق بھی اور وہاں شعائر اسلام پر پابندی بھی نہیں ہے۔

پہلی صورت میں وہ ملک دارالحرب ہے باقی تین صورتوں میں دارالاسلام ہے مسلمانوں کے وہ علاقے جو کفار کے قبضے میں ہیں (جیسے ہندوستان)، ان کے بارے میں فتاویٰ بزازیہ میں ہے۔

قال السید الامام والبلاد التی فی ایدی الکفرۃ لاشک انها
بلاد الاسلام لعدم اتصالها ببلاد الحرب ولم یظهروا فیها احکام

الکفر بل القضاۃ مسلمون (الی ان قال) وقد حکمنا بلا خلاف بان ھذہ الدیار قبل استیلاء التتار کان من دیار الاسلام وبعد استیلائھم اعلان الاذان والجمع والجماعات والحکم بمقتضی الشرع والفتویٰ والتدریس شائع بلا نکیر من ملوکھم فالحکم بانھا من بلاد دار الحرب لا جھۃ لہ نظراً الی الدرایۃ والدرایۃ (الی ان قال) وذکر الحلوانی انہ انما تصیر دار الحرب باجراء احکام الکفر وان لا یحکم فیھا بحکم من احکام الاسلام وان تتصل بدار الحرب وان لا یبقی فیھا مسلم ولا ذمی آمنا بالامان الاول فاذا وجدت الشرائط کلھا صارت دار الحرب وعند تعارض الدلائل والشرائط یبقیٰ ما کان ویترجح جانب الاسلام احتیاطاً (ملخصاً)

ترجمہ: سید امام فرماتے ہیں کہ جو شہر کافروں کے ہاتھوں میں ہیں بلاشبہ دار الاسلام ہیں کیونکہ وہ دار الحرب کے شہروں کے متصل نہیں ہیں اور کافروں نے وہاں احکام کفر نافذ نہیں کیے بلکہ قاضی مسلمان ہیں —— ہم نے کسی اختلاف کے بغیر حکم لگایا ہے کہ یہ شہر تاتاریوں کے تسلط سے پہلے دار الاسلام تھے اور ان کے غلبے کے بعد اذان، جمعہ، جماعت، شریعت کے مطابق فیصلہ، فتویٰ اور تدریس ایسے امور حکام کی طرف سے کسی انکار کے بغیر اعلانیہ طور پر جاری ہیں۔ لہٰذا ان شہروں کو دار الحرب قرار دینے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے —— امام حلوانی نے فرمایا کہ کسی علاقہ کے دار الحرب ہونے کی تین شرطیں ہیں۔

(۱) وہاں احکام کفر جاری ہوں اور اسلام کا کوئی حکم نافذ نہ ہو۔

(۲) وہ علاقہ دار الحرب سے متصل ہو۔

(۳) وہاں کوئی مسلمان اور ذمی، امان سابق سے امن والا نہ رہے، جب یہ تمام شرائط پائی جائیں تو وہ جگہ دار الحرب ہے اور جب دلائل اور شرائط متعارض

ہوں تو وہ جگہ اپنی اصلی حالت پر رہے گی۔ (پہلے کی طرح دارالاسلام ہو گی) یا احتیاطاً جانب اسلام کو ترجیح دی جائے گی۔

اس عبارت کے مطالعہ سے ہندوستان کے بارے میں حقیقت حال بالکل بے غبار ہو جاتی ہے۔ امید ہے کہ یہ مجموعہ انصاف پسند حضرات کو حقیقت واقعیہ کی روشنی میں پہنچا دے گا۔

وما ذالک علی اللہ بعزیز

۱۴ محرم الحرام ۱۳۹۷ھ

۴ جنوری ۱۹۷۷ء

محمد عبدالحکیم شرف قادری

جس میں تحقیق کہ ہندوستان دار الاسلام ہے اور آجکل کے بیہودہ شبہات کی نفی

از افادات عالیہ

امام اہلسنت مجدد دین و ملت اعلیحضرت

عظیم البرکت قبلہ رضی اللہ تعالے عنہ

مسمے بنام تاریخی

اعلام الاعلام بان ہندوستان دار الاسلام

۱۳ ھ

جس کو

مولوی محمد حسنین رضا خاں (ابن عاشق رسول استاذ زمن

مولانا حسن مرحوم)

نے

اپنے اہتمام سے

حسنی پریس واقع آستانہ عالیہ رضویہ محلہ سوداگران بریلی میں چھپوا کر شائع کیا

بار اول ۱۰۰۰ جلد

مسائل

از بدایوں محلہ براہم پورہ مرسلہ مرزا علی بیگ صاحب ۱۲۹۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں (۱) ہندوستان دار الحرب ہے یا دار الاسلام (۲) اس زمانہ کے یہود و نصاریٰ کتابی ہیں یا نہیں (۳) روافض وغیرہم بندہ جیں کہ کفار داخل مرتدین ہیں یا نہیں۔ جواب مفصل بدلائل عقلیہ و نقلیہ مدلل درکار ہے۔ بینوا توجروا۔

جواب سوال اوّل

ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ علمائے ثلثہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مذہب پر ہندوستان دار الاسلام ہے ہرگز دار الحرب نہیں کہ دار الاسلام کے دار الحرب ہو جانے میں جو تین باتیں ہمارے امام اعظم امام الائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک درکار ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ وہاں احکام شرک علانیہ جاری ہوں اور شریعت اسلامیہ کے احکام و شعائر مطلقاً جاری نہ ہونے پائیں اور صاحبین کے نزدیک اسی قدر کافی ہے مگر یہ بات بحمد اللہ یہاں قطعاً موجود نہیں اہل اسلام جمعہ و عیدین و اذان و اقامت و نماز باجماعت وغیرہا شعائر شریعت بغیر مزاحمت علی الاعلان ادا کرتے ہیں۔ فرائض۔ نکاح۔ رضاع۔ طلاق۔ عدۃ۔ رجعت۔ مہر۔ خلع۔ نفقات۔ حضانت۔ نسب۔ ہبہ۔ وقف۔ وصیت۔ شفعہ۔ وغیرہا۔ بہت معاملات مسلمین ہماری شریعت غرا بیضا کی بنا پر فیصل ہوتے ہیں کہ ان امور میں حضرات علماء سے فتویٰ لینا اور اسی پر عمل و حکم کرنا حکام انگریزی کو بھی ضرور ہوتا ہے اگرچہ ہنود و مجوس و نصاریٰ ہوں اور بحمد اللہ یہ بھی شوکت و جبروت شریعت علیہ عالیہ اسلامیہ اعلی اللہ تعالیٰ حکمہا السامیہ ہے کہ مخالفین کو بھی اپنی تسلیم اتباع پر مجبور فرماتی ہے۔

والحمد للہ رب العلمین فتاوے عالمگیریہ میں سراج وہاج سے نقل کیا۔ اعلم ان دار الحرب تصیر دار الاسلام بشرط واحد وھو اظہار حکم الاسلام فیھا بھر سراج وہاج بن صاحب المذہب سیدنا ومولٰنا محمد بن الحسن قدس سرہ الاحسن کی زیادات سے کہ کتب ظاہر الروایۃ سے ہے نقل کیا انما تصیر دار الاسلام دار الحرب عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی بشرائط ثلث احدھا اجراء احکام الکفار علٰی سبیل الاشتہار وان لا یحکم فیھا بحکم الاسلام ثم قال وصورۃ المسئلۃ ثلثۃ اوجہ اما ان یغلب اھل الحرب علی دار من دورنا او ارتد اھل مصر غلبوا واجروا احکام الکفر او نقض اھل الذمۃ العھد وتغلبوا علی دارھم ففی کل من ھذہ الصور لا تصیر دار الحرب الا بثلث شرائط وقال ابو یوسف ومحمد رحمھما اللہ تعالٰی بشرط واحد وھو ظاہر احکام الکفر وھو القیاس الخ درغرر ملاخسرو میں ہے دار الحرب تصیر دار الاسلام باجراء احکام الاسلام فیھا کاقامۃ الجمعۃ والاعیاد وان بقی فیھا کافر اصلی وان لم تتصل بدار الاسلام بان کان بینھا وبین دار الاسلام مصر اٰخر لاھل الحرب الخ ھذا لفظ العلامۃ خسرو واثرہ شیخی زادہ فی مجمع الانھر وتبعہ المولی الغزی فی التنویر واقرہ المدقق العلائی فی الدر ثم الطحطاوی والشامی اقدما یا فی الحاشیتین جامع الفصولین سے نقل کیا گیا لہ ان ھذہ البلدۃ صارت دار الاسلام باجراء احکام الاسلام فیھا فما بقی شیئ من احکام دار الاسلام فیھا تبقی دار الاسلام علی ما عرف ان الحکم اذا ثبت بعلۃ فما بقی شیئ من العلۃ یبقی الحکم ببقائہ ھکذا ذکر شیخ الاسلام ابو بکر فی شرح سیر الاصل انتھی وعن الفصول العمادیہ ان دار الاسلام لا یصیر دار الحرب اذا بقی شیئ من احکام الاسلام وان زال غلبۃ اھل الاسلام وعن

منشور الامام ناصر الدین دار الاسلام انما صارت دار الاسلام باجراء الاحکام
فما بقیت علقۃ من علائق الاسلام یترجح جانب الاسلام۔ وعن البرہان شرح مواہب
الرحمٰن لا یصیر دار الحرب ما دام فیہ شیء منہا بخلاف دار الاسلام لانا رجحنا اعلام الاسلام
واحکام اعلاء کلمۃ الاسلام۔ وعن الدر المنتقٰی لصاحب الدر المختار ان دار الحرب تصیر
دار الاسلام بجرے بعض احکام الاسلام۔ شرح نقایہ میں ہے لاخلاف ان دار الحرب تصیر
دار الاسلام باجراء بعض احکام الاسلام فیہا۔ اور اسی میں ہے وقال شیخ الاسلام والامام
الاسبیجابی ان الدار محکومۃ بدار الاسلام ببقاء حکم واحد فیہا کما فی العمادی وغیرہ
پھر اپنے بلاد اور وہاں کے فتن و فساد کی نسبت فرماتے ہیں فالاحتیاط ان یجعل ہذہ البلاد
دار الاسلام والمسلمین وان کانت للملاعین وایدی فی الظاہر لہٰؤلاء الشیاطین
ربنا لا تجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین ونجنا برحمتک من القوم الکافرین کما فی المستصفٰی
وغیرہ) درغرر و تنویر الابصار و درمختار و مجمع الانہر وغیرہا میں کہ شرط اول کو صرف بلفظ اجرائے
احکام الشرک تعبیر کیا وہاں بھی یہی مقصود کہ اُس ملک میں کلیۃً احکام کفر ہی جاری ہوں نہ کہ
مجرد جریان بعض کفر کافی ہو اگرچہ اُن کے ساتھ بعض احکام اسلام بھی اجرا پائیں۔ فی الحاشیۃ
الطحطاویۃ علی الدر المختار قولہ باجراء احکام اہل الشرک ای علی الاشتہار
وان لا یحکم فیہا بحکم اہل الاسلام ہندیۃ۔ وظاہرہ انہ لو اجریت احکام المسلمین
واحکام اہل الشرک لا تکون دار حرب انتہی) اور اسی طرح حاشیہ شامیہ میں نقل کرکے
مقرر رکھا۔ اقول وباللہ التوفیق والدلیل علی ذلک امران الاول قول محمد
وہو الطراز المذہب انما تصیر دار حرب عند الامام بشرائط ثلث احدہا اجراء
احکام الکفار علی سبیل الاشتہار وان لا یحکم فیہا بحکم الاسلام فانظر کیف
زاد الجملۃ الاخیرۃ ولم یقتصر علی الاولٰی فلو لم یفسر کلام محمد بما ذکرنا لکان کلام
الامام قاضیا علیہم وناہیک بہ قاضیا عدلا فالثانی ان ہؤلاء العلماء

هم الذين قالوا فی دار الحرب انها تصير دار الاسلام باجراء احكام الاسلام فيها فاما ان تقولوا هم ايضا انها تصير دار الاسلام باجراء بعض احكام الاسلام ولو مع جريان بعض احكام الكفر فعلى هذا ارتفع المباينة بين الدارين اذ كل دار تجری فيها الحكمان مع اجتماع بقية شرائط الحربية تكون دار حرب واسلام جميعا تصدق الحدين معا وكذا الواردات الخلوص والتمحض فی كل الموضعين يعنی ان دار الحرب ما يجری فيها احكام الشرك خالصة ودار الاسلام ما يحكم فيها باحكام الاسلام محضة فعلى هذا تكون دار التی وصفناها ثالثة واسطة بين الدارين ولم يقل به احد واما ان تريدوا التمحض فی المقام الثانی دون الاول فهذا ايضا نقض ما قصده الشارع من اعلاء الاسلام وبنی العلماء كثيرا من الاحكام على ان الاسلام يعلو ولا يعلى عليه فيلزم ان تكون دور الاسلام باسرها دور حرب على مذهب الصاحبين اذ اجری فيها شیء من احكام الكفر او حكم فيها ببعض ما لم ينزل الله سبحانه وتعالى وهو معلوم مشاهد فی هذه الاعصار بل من قبلها بكثير حيث فشا التهاون فی الشرع الشريف وتقاعد الحكام عن اجراء احكامه وترقى اهل الذمة على خلاف مراد الشريعة من ذل ذليل الى عز جليل واعطوا مناصب رفيعة ومراتب شامخة منيعة حتى استعلوا على المسلمين ورحم الله القائل كما نقل المولى الشامی ــ٥

احبابنا نوب الزمان كثيرة ÷ وامر منها رفعة السفهاء

فمتى يفيق الدهر من سكراته ÷ دار اليهود بذلة الفقهاء

وكذلك ارتضى بعض الظلمة من حكام الجور بعض البدعات التی اخترعها ائمة الكفر فاجروها فی بلادهم كتحليف الشهود والزام المصادرات والمكوس ووضع القطا الباطلة على الاموال والنفوس الى غير ذلك من الاحكام الباطلة ويسلم هذه الاحكام

القطیع من الشعر الشنائع الهائلة فوجب القول بان المراد فی المقام الاول هو الخلوص والتمحض دون الثانی وهو المقصود وبهذا تبین ان الدار التی تجری فیها الحکمان شئ من هذا وشئ من هذا کدارنا هذہ لا تکون دارحرب علی مذہب الصاحبین ایضاً لعدم تمحض احکام الشرک فمن الظن ما عرض لبعض المعاصرین من بناء نفی الحربیة علی الهند علی مذہب الامام فقط فتوهم انه لا یستقیم علی مذہب الصاحبین واخطر الی تطویل الکلام بما کان فی غنی عنه واشد سخافته واعظم شناعته ما افتری بعض اجلة المشاهیر من الذین ادرکنا عصرهم اذجاوزوا نفی الحربیة عن بلادنا بناء علی عدم تحقق الشرط الثانی اعنی الاتصال بدارالحرب ایضاً فقالوا معنی الاتصال ان تکون محاطة بدارالحرب من کل جهة ولا تکون فی جانب بلدة اسلامیة وهو غیر واقع فی بلاد الهند اذجانبها الغربی متصل بممالک الافاغنة کقندهار وکابل وغیرهما من بلاد دارالاسلام اقول یالیته تفکر فی معنی الثغور ونظر الی فضائل المرابطین فتامل فی معنی الرباط او علم ان مکة والشام والطائف وارض حنین وبنی المصطلق وغیرها کانت دارحرب علی عهد النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم مع اتصالها بدارالاسلام قطعاً او فهم ان الامام کلما فتح بلدة من بلاد الکفار واجری فیها احکام الاسلام صارت دارالاسلام والتی تلیها من البلاد تحت حکم الکفار دارحرب کما کانت او لفطن ان لو صح ما قاله لاستحال ان یکون شئ من دیار الکفر دارحرب الا ان یفصل

بينها وبين الحد ودار الاسلامية البحار والمفاوز ولم يقل به احد وذلك لانه كلما حكمت على بلدة بانها دار حرب سألنا عما يحيطها من البلاد فان كان فيها شئ من بلاد الاسلام كانت الاولى ايضا دار الاسلام لعدم الاتصال بالمحض المذكور ولانقلنا الكلام الى ما يلاصقها حتى ينتهى الى بلدة من بلاد الاسلام فتصير كلها دار الاسلام لتلازق بعضها ببعض اولا تكون فى تلك الجهة بلدة اسلامية الى منقطع الارض وبالجملة فساد هذا القول اظهر من ان يخفى وانما منشؤه القياس الفاسد وذلك ان الشرط عند الامام فى صيرورة بلدة من دار الاسلام دار الحرب ان لا تكون محاطة بدار الاسلام من الجهات الاربع وذلك لان غلبة الكفار اذن على شرف الزوال فلم تخرج به البلدة عن دار الاسلام فزعم ان شرط الحربية ان تكون محاطة بدار الحرب من جميع الجوانب وما افسده من قياس بما لا يخفى عما افاد الناس الحاصل ہندوستان کے دار الاسلام ہونے میں شک نہیں عجب اُن سے جو تحلیل ربوا کے لیے جس کی حرمت نصوص قاطعۂ قرآنیہ سے ثابت اور کیسی کیسی سخت وعیدیں اُس پر وارد اس ملک کو دار الحرب ٹھہرائیں اور باوجود قدرت و استطاعت ہجرت کا خیال بھی دل میں نہ لائیں گویا یہ بلاد اسی دن کے لیے دار الحرب ہوئے تھے کہ مزے سے سود کے لطف اُڑائیے اور بآرام تمام وطن مالوف ہیں بسر فرمائیے استغفر اللہ افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے سود والے قیامت کو آسیب زدہ

کی طرح اُٹھیں گے یعنی مجنونانہ گرتے پڑتے بدحواس اور حضور پُرنور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے کچھ لوگ ملاحظہ فرمائے کہ پیٹ اُن کے پھول کر مکانوں کے برابر ہوگئے ہیں اور مثل شیشہ کے ہیں کہ اندر کی چیز نظر آتی ہے سانپ بچھو اُن میں بھرے ہیں میں نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں جبرئیل نے عرض کیا سود کھانے والے جب تحریم ربوا کی آیت نازل ہوئی بعض مسلمانوں نے کہا جو سود ہمارا نزول آیت سے پہلے کا رہگیا ہے وہ لے لیں آئندہ باز رہیں گے حکم آیا اگر نہیں مانتے تو اعلان کر دو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سود خوار پر لعنت کی۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالے وجہہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سود خوار پر لعنت فرماتے سُنا۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں سود کے ستر ٹکڑے ہیں سب سے ہلکا یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے اور ایک حدیث میں آیا سود کا ایک درم والستہ کھانا ایسا ہے جیسا چھتیس بار اپنی ماں سے زنا کرنا اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

جواب سوال دوم

نصاریٰ باعتبار حقیقت لغویہ ازانجا کہ قیام مبدء مستلزم صدق مشتق ہے بلاشبہہ مشرکین ہیں کہ وہ بالقطع قائل بہ تثلیث و بنوت ہیں اسی طرح وہ یہود جو الوہیت وابنیت عزیر علیہ الصلاۃ والسلام کے قائل تھے مگر کلام اسمیں ہے کہ حق تبارک و تعالیٰ نے کتب آسمانی کا اجلال فرماکر جن یہود و نصاریٰ کے احکام کو احکام مشرکین سے جدا کیا اور اُن کا نام اہل کتاب رکھا اور اُن کے نساء و ذبائح کو حلال و مباح

ٹھہرایا آیا نصارائے زمانہ بھی کہ الوہیت حضرت مسیح بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام کی علی الاعلان تصریح اور وہ یہود جو مثل بعض طوائف ماضیہ الوہیت بندہ خدا عزیر علیہ الصلاۃ والسلام کے قائل ہوں انھیں میں داخل اور اس تفرقہ کے مستحق ہیں یا ان پر شرعاً یہ ہی احکام مشرکین جاری ہونگے اور ان کی نساء سے تزوج اور ذبائح کا تناول ناروا ہوگا۔

کلمات علمائے کرام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین اس بارے میں مختلف بہت مشائخ نے قول اخیر کی طرف میل فرمایا بعض علما نے تصریح کی کہ اسی پر فتوٰی ہے مستصفٰی میں ہے قالوا ھذا یعنی الحل اذا لم یعتقدوا المسیح الٰھا اما اذا اعتقدوہ فلا و فی مبسوط شیخ الاسلام ویجب ان لا یأکلوا ذبائح اھل الکتاب اذا اعتقدوا ان المسیح الٰہ وان عزیر الٰہ ولا یتزوجوا نساءھم وقیل علیہ الفتوٰی ان علما کا استدلال آیہ کریمہ قالت الیہود عزیر ابن اللہ وقالت النصٰری المسیح ابن اللہ سے ہے کہ اس کے آخر میں ارشاد فرمایا سبحٰنہ وتعالٰی عما یشرکون دیکھو اول ان کے اقوال خبیثہ یاد فرما کر آخر ان کے شرک سے اپنی تنزاہت و تبری بیان فرمائی تو معلوم ہوا کہ قائلین بنوت مشرکین ہیں مگر ظاہر الروایۃ میں ان پر علی الاطلاق حکم کتابیت دیا اور ان کے ذبائح و نساء کو حلال ٹھہرایا درمختار میں ہے صح نکاح کتابیۃ وان کرہ تنزیھا مؤمنۃ بنبی مرسل مقرۃ بکتاب منزل وان اعتقدوا المسیح الٰھا وکذا حل ذبیحتھم علی المذھب بحر انتھٰی۔ ردالمحتار میں بحرالرائق سے منقول ہے وحاصلہ ان المذھب الاطلاق لما ذکرہ شمس الائمۃ فی المبسوط من ان ذبیحۃ النصرانی حلال مطلقاً سواء قال بثالث ثلثۃ اولا لاطلاق الکتاب ھنا والدلیل ورجحہ فی فتح القدیر الخ مستصفٰی میں عبارت مذکورہ کے بعد مبسوط سے ہے لکن بالنظر الی الدلائل ینبغی ان یجوز الاکل والتزوج انتھٰی فتاوٰی حامدیہ میں ہے مقتضی الدلائل

الجواز کما ذکرہ التمرتاشی فی فتاواہ الخ رد المحتار میں ہے فی المعراج ان اشتراط ماذکر فی النصاری مخالف لعامۃ الروایات امام محقق علی الاطلاق مولٰنا کمال الملۃ والدین محمد بن الہمام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فتح القدیر میں اس مذہب کی ترجیح اور دلیل مذکور مذہب اول کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں مطلق لفظ المشرک اذا ذکر فی لسان الشارع لاینصرف الی اھل الکتاب وان صح لغۃ فی طائفۃ بل طوائف واطلق لفظ الفعل اعنی یشرکون علی فعلھم کما ان من رائی بعملہ من المسلمین فلم یعمل الا لاجل زید یصح فی حقہ انہ مشرک لغۃ ولایتبادر عند اطلاق الشارع لفظ المشرک ارادتہ لما عھد من ارادتہ بہ من عبد مع اللہ غیرہ ممن لایدعی اتباع نبی وکتاب ولذلک عطفھم علیہ فی قولہ تعالٰی لم یکن الذین کفروا من اھل الکتٰب والمشرکین منفکین ونص علی حلھم بقولہ تعالٰی والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم ای العفائف منھن الی اٰخر ما اطال واطاب کما ھو دابہ رحمۃ اللہ تعالٰی بالجملہ محققین کے نزدیک راجح یہی ہے کہ یہود ونصارٰی مطلقاً اہل کتاب ہیں اور اُن پر احکام مشرکین جاری نہیں **اقول** وکیف لا وقد علم اللہ سبحٰنہ وتعالٰی انھم یقولون ثالث ثلثۃ حتی نھاھم عن ذلک وقال انتھوا خیرا لکم وانّ ھم یقولون ان المسیح الٰہ حتی قال لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم بل بالوھیۃ امہ ایضاً حتی یسأل علیہ الصلٰوۃ والسلام یوم القیٰمۃ یٰعیسٰی ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللہ وانھم مصرحون بالبنوۃ حتی نقل عنھم قالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت النصٰری المسیح ابن اللہ ومع ذلک فرق بینھم وبین المشرکین فقال والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم۔

وقال طعام الذين اوتوا الكتب حل لكم وقال لم يكن الذين كفروا من
اهل الكتب والمشركين منفكين حتى تاتيهم البينة فارشد بالعطف الى
التغاير فالمولى سبحنه وتعالى اعلم بمن اجتبهم واعلم بما يشرع من الاحكام
فله الحكم وله الحجة السامية لا اله الا هو سبحنه وتعالى عما يشركون حتى ترقى
بعض المشايخ فجوز نكاح الصابئات ايضا انكن يدين بكتاب منزل ويومن
بنبي مرسل وان عبدن الكواكب وصرح انها لا تخرجهم عن الكتابية
وهو الذى يعطيه ظاهر كلام الامام المحقق برهان الملة والدين المرغيناني
فى البداية حيث رتب عدم حل النكاح على امرين عبادة الكواكب
وعدم الكتاب وتبعه العلامة ابو عبد الله محمد بن عبد الله الغزي
فى التنوير فقال لا عابدة كوكب لا كتاب لها فاشار بمفهوم المخالف الى
انها ان كان لها كتاب حل نكاحها مع عبادتها الكوكب فان قلت اليس
قد تكلم فيه المولى زين بن نجيم فى البحر فقال الصحيح انهم ان كانوا يعبدون
يعني الكواكب حقيقة فليسوا اهل الكتاب وان كانوا يعظمونها كتعظيم المسلمين
للكعبة فهم اهل الكتاب كذا فى المجتبى انتهى فيستفاد منه ان الصحيح منافية
الكتابية لعبادة غير الله سبحانه وتعالى فلا يجتمعان ابدا وهو يخالف ما مال
اليه كثير من المشايخ فى حق اولئك اليهود والنصارى انهم مشركون حقا حتى
قيل ان عليه الفتوى قلت وبالله التوفيق ههنا فرق دقيق هو ان قضية
العقل هي المباينة القطعية بين الكتابية وعبادة غير الله سبحانه وتعالى
فانها هي الشرك حقا والكتابي غير مشرك عند الشرع فكل من رأيناه
يعبد غير الحق جل وعلا حكمنا عليه انه مشرك قطعا وان كان يقر
بكتب وانبياء عليهم الصلوة والسلام ولكنا خالفنا هذه القضية

فی الیہود والنصاریٰ بحکم النص فانا وجدنا القرآن العظیم یحکی عنہم ما یحکی
من العقائد الخبیثۃ ثم یحکم علیہم بانہم اہل الکتاب ویمیزہم عن المشرکین
فوجب التسلیم لورود النص بخلاف الصابئۃ اذ لم یرد فیہم مثل ذلک
فلم یجز قیاسہم علی ہؤلاء ولا الخروج عن قضیۃ العقل فی بابہم والحاصل
ان کتابیۃ القائلین بالنبوۃ والوہیۃ الغیر من الیہود والنصاریٰ واردۃ
فیما حسب علی خلاف القیاس فیقتصر علی المورد وبہذا تبین ان ما قالہ
ذلک البعض من المشایخ ان عبادۃ الکواکب لا تخرج الصابئۃ عن الکتابیۃ
مبنی علی قول محمود وان کلام الہدایۃ والتنویر غیر محمول علی ظاہرہ وان الحق مع العلامۃ
صاحب البحر فی تصحیحہ انہم ان کانوا یعبدون الکواکب فانہ
لا تنافی بین تصحیحہ ہذا وقولہ سابقاً فی اولئک الیہود والنصاریٰ ان المذہب
الاطلاق وان قالوا ثالث ثلثۃ وبہ ظہر ان انتصار العلامۃ عمر بن نجیم
فی النہر والمولی محمد بن عابدین فی رد المحتار لذلک البعض من المشایخ بان
ما من حل النصرانیۃ وان اعتقدت المسیح الٰہا تؤید قول بعض المشایخ
انتہی مبنی علی الذہول عن ہذا الفرق فاغتنم تحریر ہذا المقام فقد زلت فیہ
اقدام والحمد للّٰہ ولی الانعام مگر تاہم جبکہ علما کا اختلاف ہے اور اُس قول پر فتویٰ
بھی منقول ہوچکا تو احتیاط اسی میں ہے کہ نصاریٰ کی نساء و ذبائح سے احتراز کرے
اور اگر آج کل بعض یہود بھی ایسے پائے جاتے ہوں جو عزیر علیہ الصلاۃ والسلام کی
ابنیت مانیں تو اُن کے زن و ذبیحہ سے بھی بچنا لازم جانیں کہ ایسی جگہ اختلاف ائمہ میں
پڑنا محتاط آدمی کا کام نہیں اگر فی الواقع یہ یہود و نصاریٰ عند اللہ کتابی ہی ہوئے تاہم
اُن کی عورتوں سے نکاح اور اُن کے ذبیحہ کے تناول میں ہمارے لیے کوئی نفع نہیں نہ شرعاً
ہم پر لازم کیا گیا نہ بحمد اللہ ہمیں اُس کی ضرورت بلکہ بر تقدیر کتابیت بھی علما تصریح

فرماتے ہیں کہ بے ضرورت احتراز چاہیے فی فتح القدیر یجوز تزوج الکتابیات والاولی ان
لا یفعل ولا یاکل ذبیحتھم الا للضرورۃ الخ اور اگر او نہیں علما کا مذہب حق ہوا اور
یہ لوگ بوجہ اپنے اعتقادوں کے عند اللہ مشرک ٹھہرے تو پھر نکاح زنائے محض ہوگا
اور ذبیحہ حرام مطلق والعیاذ باللہ تعالیٰ تو عاقل کا کام نہیں کہ ایسا فعل اختیار کرے
جسکے ایک جانب نامحمود ہو اور دوسری جانب حرام قطعی فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ ایسا ہی
گمان کرتا تھا یہاں تک کہ بتوفیق الٰہی مجمع الانہر میں اسی مضمون کی تصریح دیکھی حیث قال
فعلی ھذا یلزم علی الحکام فی دیارنا ان یمنعوھم من الذبح لان النصاری
فی زماننا یصرحون بالابنیۃ قبحھم اللہ تعالیٰ وعدم الضرورۃ متحقق
والاحتیاط واجب لان فی حل ذبیحتھم اختلاف العلماء کما بیناہ فالاخذ
بجانب الحرمۃ اولی عند عدم الضرورۃ انتھی واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

جواب سوال سوم

فی الواقع جو بدعتی ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہو باجماع مسلمین قطعاً
کافر ہے اگرچہ کروڑ بار کلمہ پڑھے پیشانی اس کی سجدے میں ایک ورق ہو جائے
بدن اس کا روزوں میں ایک خاکہ رہ جائے عمر میں ہزار حج کرے لاکھ پہاڑ سونے کے
راہ خدا پر دے واللہ ہرگز ہرگز کچھ مقبول نہیں جبتک حضور پر نور صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی ان تمام ضروری باتوں میں جو وہ اپنے رب کے پاس سے لائے
تصدیق نہ کرے۔ ضروریات اسلام اگر مثلاً ہزار ہیں تو ان میں سے ایک کا بھی
انکار ایسا ہی جیسا نو سو ننانوے کا آج کل جس طرح بعض بددینوں نے یہ روش نکالی
ہے کہ بات بات پر کفر و شرک کا اطلاق کرتے ہیں اور مسلمان کو دائرہ اسلام سے
خارج کہتے ہوئے مطلق نہیں ڈرتے حالانکہ حضور اصطفا علیہ افضل الصلاۃ والثنا

ارشاد فرماتے ہیں عظمی جا عدہ احل ہما یوں ہی بعض مداہنوں پر یہ بلا ٹوٹی ہے کہ
ایک دشمن خدا سے صریح کلمات توہین آقائے عالمیان حضور پرنور سید المرسلین اکرام
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا اور ضروریات دین کا انکار سنتے جائیں اور اسے سچا پکا مسلمان
بلکہ اُن میں کسی کو افضل العلما کسی کو امام الاولیا مانتے جائیں یہ نہیں جانتے یا جانتے
ہیں اور نہیں مانتے کہ اگر انکار ضروریات بھی کفر نہیں تو عزیزو۔ بت پرستی میں کیا
زہر گھل گیا ہے وہ بھی آخر اسی لیے کفر ٹھہری کہ اول ضروریات دین یعنی توحید الٰہی
جل وعلا کے خلاف ہے کہتے ہیں وہ کلمہ گو ہے نماز پڑھتا ہے روزے رکھتا ہے ایسے ایسے
مجاہدے کرتا ہے ہم کیونکر اُسے کافر کہیں اُن لوگوں کے سامنے اگر کوئی کلمہ پڑھے افعال
اسلام ادا کرے یا ایں ہمہ وحدہ مانے شاید جب بھی کافر نہ کہیں گے مگر اس قدر نہیں جانے
کہ اعمال تو تابع ایمان ہیں پہلے ایمان تو ثابت کر لو تو اعمال سے احتجاج کرو۔ ابلیس
کے برابر تو یہ مجاہدے کاہے کو ہوئے پھر اُس کے کیا کام آئے جو اُن کے کام آئیں گے
آخر حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ایک قوم کی کثرت اعمال اس درجہ
بیان فرمائی کہ تحقرون صلوٰتکم عند صلوٰتہم وصیامکم عند صیامہم او
کما قال صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر اُن کے دین کا بیان فرمایا کہ یمرقون
من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ رہی کلمہ گوئی تو مجرد زبان سے کہنا
ایمان کے لیے کافی نہیں منافقین تو خوب زور و شور سے کلمہ پڑھتے ہیں حالانکہ اُن
کے لیے فی الدرک الاسفل من النار کا فرمان ہے والعیاذ باللہ الحاصل ایمان
تصدیق قلبی کا نام ہے اور وہ بعد انکار ضروریات کہاں مثلاً جو رافضی اس
قرآن مجید کو جو بفضل الٰہی ہمارے ہاتھوں میں موجود ہمارے دلوں میں محفوظ
ہے عیاذاً باللہ بیاض عثمانی بتائے اُس کے ایک حرف یا ایک نقطہ کی نسبت
صحابہ یا اہل سنت یا کسی شخص کے گھٹانے یا بڑھانے کا دعوے کرے یا احتمالاً کہے شاید

ایسا ہوا ہو یا کہے مولیٰ علی یا باقی ائمہ یا کوئی غیر نبی انبیاء سابقین علیہم الصلاۃ
والسلام سے افضل ہیں یا مسئلہ خبیثہ ملعونہ بدا کا قائل ہو یعنی کہے باری تعالیٰ کبھی
ایک حکم سے پشیمان ہو کر اُسے بدل دیتا ہے یا کہے ایک وقت تک اُسی مصلحت
پر اطلاع نہ تھی جب اُسے اطلاع ہوئی حکم بدل دیا تعالی اللہ عما یقول الظلمون
علواً کبیرا یا دامن عفت دامن طیب الطیب اعطر اطہر کنیزان بارگاہ طہارت
پناہ حضرت ام المؤمنین صدیقہ بنت الصدیق صلی اللہ تعالیٰ علی زوجہا الکریم وابیہا
وعلیہا وبارک وسلم کے بارے میں اُس افک مبغوض مغضوب ملعون کے ساتھ
اپنی ناپاک زبان آلودہ کرے یا کہے احکام شریعت حضرات ائمہ طاہرین کو سپرد تھی جو چاہتے
راہ نکالتے جو چاہتے بدل ڈالتے یا کہے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ائمہ طاہرین
پر وحی شریعت آتی رہی یا کہے ائمہ میں کوئی شخص حضور پرنور مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کا ہم پلہ تھا یا کہے حضرات کریمین امامین شہیدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور پرنور علیہ الصلاۃ
والسلام سے افضل ہیں کہ ان کی سی ماں حضور کی والدہ کب تھیں اور اُن کے سے باپ حضور
کے والد کہاں تھے اور اُن کے سے نانا حضور کے نانا کب تھے یا کہے حضرت جناب شیر خدا
کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے نوح کی کشتی بچائی ابراہیم پر آگ بجھائی۔ یوسف کو بادشاہی
دی۔ سلیمان کو عالم پناہی دی علیہم الصلاۃ والسلام اجمعین۔ یا کہے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے کبھی کسی وقت کسی جگہ حکم الٰہی کی تبلیغ میں معاذ اللہ تقیہ فرمایا الی غیر ذلک من
الاقوال الخبیثۃ یا جو نجدی وہابی حضور پرنور سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے لیے کوئی مثل آسمان میں یا زمین طبقات بالا میں یا زیریں میں موجود مانے یا
کہے کبھی تھا یا کبھی ہوگا یا شاید ہو یا ہے تو نہیں مگر ہو جائے تو کچھ حرج بھی نہیں یا حضور
خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا انکار کرے یا کہے آج تک جو صحابہ
تابعین خاتم النبیین کے معنے آخر النبیین سمجھتے رہے خطا پر تھے خیر پچھلا نبی ہونا حضور کے لیے

کوئی کمال بلکہ اس کے معنے یہ ہیں جو میں سمجھا یا کہے ہیں ذمہ کرتا ہوں اگر حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبوت پائے تو کچھ مضائقہ نہیں یا دو ایک بُرے نام ذکر کرکے
کہے نماز میں جناب رسالتمآب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف خیال لے جانا فلاں و
فلاں کے تصور میں ڈوب جانے سے بدتر ہے لعنۃ اللہ علی مقالتہ الخبیثہ یا توجیہ تبلیغ
رسالت حضور پُر نور محبوب رب العٰلمین مالک الاولین والآخرین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو اس چپراسی سے تشبیہ دے جو فرمان شاہی رعایا کے پاس لایا یا حضور اقدس مالک و معطی
جنت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ اور حضرت سیدنا و مولٰنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ و حضرت
سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسمائے کریمۂ طیبہ لکھ کر کہے (خاک بدہان گستاخاں)
یہ سب جہنم کی راہیں ہیں یا حضور فریاد رس بیکساں حاجت روائے دو جہاں صلوات اللہ
تعالےٰ وسلامہ علیہ سے استعانت کو بُرا کہہ کر یوں ملعون مثال دے کر جو غلام ایک بادشاہ
کا ہو رہا اُسے دوسرے بادشاہ سے بھی کام نہیں رہتا پھر کیسے (.....) (.....)
کا کیا ذکر ہے اور یہاں دونا پاک قوموں کے نام لکھے یا اُن کے مزار پُر انوار کو فائدہ
زیارت میں کسی پادری کافر کی گور سے برابر ٹھہرائے۔ اشد مقت اللہ علی قولہ یا اسکی
خباثت قلبی تزیین شان رفیع المکان واجب الاحترام حضور سید الانام علیہ افضل الصلاۃ
والسلام پر باعث ہو کہ حضور کو اپنا بڑا بھائی بتائے یا کہے (اُن کے بدگو) مرکر مٹی میں
مل گئے ۔ یا اُن کی تعریف ایسی ہی کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہو
بلکہ اس سے بھی کم الی غیر ذلک من الخرافات الملعونۃ یا کوئی نیچری نئی روشنی کا مدعی کہے
باندی غلام بنانا ظلم صریح اور بہائم کا سا کام ہے جس شریعت میں کبھی یہ فعل جائز رہا ہو وہ شریعت
منجانب اللہ نہیں یا معجزات انبیا علیہم الصلاۃ والسلام سے انکار کرے نیل کے شق ہونے کو
جوار بھاٹا بنائے عصا کے اژدہا بن کر حرکت کرنے کو سیماب وغیرہ کا شعبدہ ٹھہرائے یا
مسلمانوں کی جنت کو معاذ اللہ رنڈیوں کا چکلہ کہے یا نار جہنم کو الم نفسانی سے تاویل کرے

باوجود ملٰئکہ علیہم السلام کا منکر ہو یا کہے آسمان ہر بلندی کا نام ہے وہ جسم جسے مسلمان آسمان
کہتے ہیں محض باطل ہے یا کہے شیطان (کہ اُس کا معلم شفیق ہے) کوئی چیز نہیں فقط قوت
بدی کا نام ہے اور قرآن عظیم میں جو قصے آدم و حوا وغیرہما کے موجود ہیں جن سے شیطان کا
وجود جسمانی سمجھا جاتا ہے تمثیلی کہانیاں ہیں یا کہے ہم بانیٔ اسلام کو بُرا کہے بغیر نہیں رہ سکتے
یا نصوص قرآنیہ کو عقل کا تابع بتائے کہ جو بات قرآن عظیم کی قانون نیچری کے مطابق ہوگی
مانی جائے گی ورنہ کفر جلی کے روئے زشت پر پردہ ڈھکنے کو ناپاک "تاویلیں گھڑی جائینگی"
یا کہے نماز میں استقبال قبلہ ضرور نہیں جدھر منہ کرو اُسی طرف خدا ہے یا کہے آجکل کے یہود و نصارٰی
کافر نہیں کہ انھوں نے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ نہ پایا نہ حضور کے معجزات دیکھے
یا ہاتھ سے کھانا کھانے وغیرہ بعض سنن کے ذکر پر کہے تہذیب نصارٰی نے ایجاد کی نبی
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض افعال نامہذب تھے اور یہ دونوں کلمے بعض
اشقیائے نیچر سے خود سنے۔ الی غیر ذلک من الاباطیل الشیطانیۃ یا کوئی جھوٹا صوفی
کہے جب بندہ عارف باللہ ہوجاتا ہے تکالیف شرعیہ اُس سے ساقط ہوجاتی ہیں
یہ باتیں تو خدا تک پہنچنے کی راہ ہیں جو مقصود تک واصل ہوگیا اُسے راستہ سے کیا کام
یا کہے یہ رکوع و سجدہ تو محجوبوں کی نماز ہے محبوبوں کو اس نماز کی کیا ضرورت ہماری
نماز ترک وجود ہے۔ یا کہے نماز روزہ تو عالموں نے انتظام کے لیے بنا لیا ہے یا کہے جتنے
عالم ہیں سب پنڈت ہیں عالم وہی ہے جو انبیائے بنی اسرائیل کی مثل معجزے دکھائے
یہ بات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حاصل ہوئی وہ بھی ایک مدت کے بعد مولیٰ علی
کے سکھانے سے کما سمعتہ بنفسی من بعض المتھورین علی اللہ یا کہے خدا تک پہنچنے کے لیے
اسلام شرط نہیں بیعت بک جانے کا نام ہے اگر کافر ہمارے ہاتھ پر بک جائے ہم اُسے
بھی خدا تک پہنچا دیں گو وہ اپنے دین خبیث پر رہے یا کہے رنڈیوں کا ناچ علانیہ دیکھے جب
اُس پر اعتراض ہو تو کہے یہ تو نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے

کما بلغنی عن بعضھم واعترف بہ بعض خلص مریدیہ یا شبانہ روز طبلہ سارنگی میں مشغول رہے جب تحریم مزامیر کی احادیث سنائیں تو کہے یہ مذمتیں تو اُن کثیف بیہودہ باجوں کے لیے وارد ہوئیں جو اُس وقت عرب میں رائج تھے یہ لطیف نفیس لذیذ باجے جواب ایجاد ہوئے اُس زمانے میں ہوتے تو نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سوا ان کے سننے کے ہرگز کوئی کام نہ کرتے یا کہئے ع

کہنے خدا ہے سراہا گیا ہے ÷ محمد خدا ہے خدا ہے محمد
یہ دونوں ہیں ایک انکو دو مت سمجھنا ÷ خدا باطن و ظاہرا ہے محمد

یا کہیے

مسیحا ہی تری آنکھوں کی سب بیمار اچھے ہیں ÷ اشاروں میں جلا دیتے ہیں مردہ یا رسول اللہ

یا کہئے

علی مشکل کشا شیر خدا تھا اور حیدر تھا ÷ وہ بالا مرتبہ تھا ایک دو تین پیمبر تھا
رب کعبہ کب خیبر شکن فرزند آزر تھا ÷ بت شکن تو نہیں اُس ابراہیم ہمسر تھا
اگر ہوتا نہ زیر پا کنف شاہ رسولاں کا ÷

یا کہئے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اللہ تعالیٰ کے محبوب تھے اور انبیاء سابقین علیہم الصلاۃ والسلام میں کوئی خدا کا محبوب نہ تھا یا اُس کے کلمہ میں لا الہ الا اللہ فلاں رسول اللہ اسی مغرور کا نام لیکر کہا جائے اور وہ اس پر راضی ہو یہ سب فرقے بالقطع والیقین کافر مطلق ہیں۔ ھداھم اللہ تعالےٰ الی الصراط المستقیم والا لعنھم لعنۃ تبید صغارھم وکبارھم وتزیل عن الاسلام والمسلمین عارھم وعوارھم امین اور جو شخص ابتدا میں صحیح الاسلام تھا بعدہ ان خرافات کی طرف رجوع کی اُس کے مرتد ہونے میں شبہہ نہیں اس قدر پر تو اجماع قطعی قائم ہے اب رہی تحقیق اس بات کی کہ ان میں جو شخص قدیم سے ایسے ہی عقائد پر ہوا اور بچپن سے یہی کفریات سیکھے جیسے وہ مبتدعین جن کے باپ دادا سے یہی مذاہب مکفرہ چلے آتے ہیں اُن کی نسبت کیا حکم ہونا چاہیے کہ کفار چند قسم ہیں کچھ ایسے کہ باوجود کفر شرع مطہر نے اُن کی عورتوں سے نکاح اور ذبائح کا

تناول جائز فرمایا وہ کتابی ہیں اور بعض وہ جن کے نساء و ذبائح حرام مگر اُن سے جزیہ لینا مناسب
ہو تو امان دینا ضرورت ہو تو صلح کرنا غلبہ پائیں تو رقیق بنانا جائز ہے اور انھیں خواہی
نخواہی اسلام پر جبر نہ کریں گے۔ وہ مشرکین ہیں اور بعض ایسے جن کے ساتھ یہ سب
باتیں ناجائز وہ مرتدین ہیں آیا ان ہمیشہ کے بدعتی کفار مدعیان اسلام پر کس قسم کے حکم جاری
ہوں۔ مطالعہ کتب فقہ سے اس بارہ میں چار قول مستفاد ہوتے ہیں جن کی تفصیل فقیر نے
رسالہ المقالۃ المسفرۃ عن احکام البدعۃ المکفرۃ میں بمالامزید علیہ کی اُن میں
مذہب صحیح و معتمد علیہ یہی ہے کہ یہ بیدین بحکم شرع مطلقاً مرتدین ہیں خواہ یہ بدعت اُن کے
باپ دادا سے چلی آتی ہو یا خود اُنھوں نے ابتدائً اختیار کی ہو خواہ بعد ایک زمانہ کے کی ہو
کسی طرح فرق نہیں بس اتنا چاہیے کہ باوجود دعوی اسلام و اقرار شہادتین بعض ضروریات
دین سے انکار رکھتا ہو اُس پر احکام مرتدین جاری کیے جائیں گے۔ عالمگیریہ میں ہے یجب اکفار
الروافض فی قولھم برجعۃ الاموات الی الدنیا وبتناسخ الارواح وبانتقال
روح الالٰہ الی الائمۃ وبقولھم فی خروج امام باطن وبتعطیلھم الامر والنھی
الی ان یخرج الامام الباطن وبقولھم ان جبریل علیہ الصلوۃ والسلام غلط
فی الوحی الی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دون علی بن ابی طالب رضی اللہ
تعالٰی عنہ وھؤلاء القوم خارجون عن ملۃ الاسلام واحکامھم احکام المرتدین
کذا فی الظہیریۃ خود علامہ شامی علیہ الرحمۃ تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں مؤلف فتاوی علامہ
حامد افندی عمادی سے نقل کرتے ہیں اُنھوں نے شیخ الاسلام عبداللہ افندی کے مجموعہ میں
علامۃ الورٰی نوح آفندی حنفی علیہ الرحمہ کا فتوی دیکھا جس میں اُن سے تکفیر روافض کے
بارے میں سوال ہوا تھا علامہ اُن کے کلمات کفریہ لکھ کر فرماتے ہیں ثبت بالتواتر
قطعاً عند الخواص والعوام المسلمین ان ھذہ القبائح مجتمعۃ فی ھؤلاء الضالین
المضلین فمن اتصف بواحد من ھذہ الامور فھو کافر الٰی ان قال ولا یجوز

ترکہم علیہ باعطاء الجزیۃ ولا بامان مؤبد نص علیہ قاضی خان فی فتاواہ ویجوز استرقاق نساء ھم لان استرقاق المرتدۃ بعد ما لحقت بدار الحرب جائز الخ اھ ملتقطا فتاوٰی علامہ قاضی خاں میں شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضل علیہ الرحمۃ سے دربارہ جیش وبیقند کہ اول زن وشوہر تھے پھر دونوں مسلمان ہوئے عورت نے اور مسلمان سے نکاح کر لیا منقول انکا نا یظھران الکفر اولاحدھما کانا بمنزلۃ المرتدین لم یصح نکاحھما ویصح نکاح المرأۃ مع الثانی انتہی باختصار امام علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں امام المہتدی قاضی ابوبکر باقلانی سے نقل فرماتے ہیں انھم علی رأی من کفرھم بالتاویل لا تحل مناکحتھم ولا اکل ذبائحھم ولا الصلٰوۃ علی میتھم ویختلف فی موارثتھم علی الخلاف فی میراث المرتد ان عبارات سے ظاہر ہو لیا کہ ان بتدعین منکرین ضروریات دین پر حکم مرتدین جاری ہونا ہی منقول ومقبول بلکہ علمائے مذاہب اربعہ کا مفتی بہ ہے بالجملہ ان اعداء اللہ پر حکم ارتداد ہی جاری کیا جائیگا نہ ان سے سلطنت اسلام میں معاہدہ دائمی جائز نہ ہمیشہ کو امان دینا جائز نہ جزیہ لینا جائز نہ کسی وقت کسی حالت میں اُن سے ربط رکھنا جائز نہ پاس بیٹھنا جائز نہ بٹھانا جائز نہ اُن کے کسی کام میں شریک ہونا جائز نہ اپنے کام میں شریک کرنا جائز نہ مناکحت کرنا جائز نہ ذبیحہ کھانا جائز قاتلھم اللہ انی یؤفکون قال اللہ تعالیٰ ومن یتولھم منکم فانہ منھم جو تم میں سے اُن سے دوستی رکھیگا وہ انہیں میں سے ہے ھدانا اللہ تعالیٰ الی الصراط المستقیم ودین ھذا النبی الکریم علیہ افضل الصلٰوۃ والتسلیم وثبتنا بالقول الثابت فی الدنیا والاٰخرۃ انہ ولی ذلک واھل التقوٰی واھل المغفرۃ لا الٰہ الا ھو سبحنہ وتعالیٰ عما یشرکون ۝ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدہ المذنب احمد رضا

کتبہ

عفی عنہ بمحمدن المصطفٰے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ولا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل
اس آیت سے حرام مال یا باطل یعنی غیر مشروع طریق سے آمدنی حاصل کرنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے تو اس میں کی بعض صورتوں کا غیر مشتبہ ہونا جو اکثر مخفی تھا اس لئے پانچ کثیر الوقوع طریقوں کی انکشاف حقیقت و حکم کی غرض سے یہ رسالے مؤلفہ حکیم الامت مجدد الملۃ قبلہ و کعبہ ام حضرت مولانا مولوی حاجی شاہ محمد اشرف علی صاحب دام ظلہم العالی حنفی
تحذیر الاخوان عن الربوا فی الہندستان
جس میں سے پہلے اور دوسرے میں ہندوستان میں بینک وغیرہ سے سود لینے کی تحقیق اور دوسرے میں رشوتوں کی حقیقت اور تیسرے میں تجارت بھونگ کے متعلق ضروری تحقیق اور چوتھے میں نکاح خوانی کی اجرت کا حکم اور پانچویں میں متعارف چندہ کے بعض مفاسد کا بیان لکھے گئے
باہتمام محمد بشیر علی عفی عنہ
بمطبع اشرف المطابع تھانہ بھون طبع ہوا

تحذیر الاخوان عن الربوا فی الھندوستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُبحانک اللھم وبحمدک علٰی ما رفعت الحجاب عن الحلال والحرام وصل علٰی نبیک الذی کشفت الظلام بنور ہ التام وعلٰی آلہٖ واصحابہ المتنزھین عن الریب والاثام

اما بعد عرض کرتا ہے عاجز گنہگار محمد اشرف علی عفا عنہ الغفار کہ میں نے جب دیکھا کہ ہندوستان میں اکثر لوگ بنک سے سود کا لین دین کرتے ہیں اور کوئی امیر شاید ہی اس سے محفوظ ہو اور اکثر اسکو حلال و مباح سمجھتے ہیں اسلامی خیر خواہی اسکی مقتضی ہوئی کہ اس باب میں چار ورق بطور استفتا کے اگر لکھے جاویں تو امید ہادی برحق و شافی مطلق سے یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس بلا سے نجات ہو شاید میری نجات اخرویہ کا بھی وسیلہ ہو جاوے یا اللہ اس تحریر میں توفیق کو میرا رفیق فرما اور خطا و لغزش سے بچا اور سب لغزشوں سے درگذر فرما تو ہی عاجزوں کا دستگیر ہے اور بندوں کے حال پر خبیر و بصیر ہے وما انا اسعٰی فی المقصود بعونک یا ولی الکرم والجود

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ ہندوستان کو دار الحرب سمجھکر بنک کے بذریعہ پرامیسری نوٹ یا ڈاکخانہ میں جمع کرکے یا کسی کارخانہ میں تعیین نفع کرکے سود لینا جائز سمجھتے ہیں اور بعض لوگ ہندوؤں سے بھی اور بعض لوگ مسلمانوں سے بھی لینا اور بعض لوگ لینا دینا دونوں جائز سمجھتے ہیں ان صورتوں میں لینا دینا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

سه ان سب صورتوں میں منفعت سود ہے پرامیسری نوٹ تو صریح قرضہ ہے اور ڈاکخانہ میں جمع کرنا بھی بوجہ کے کہ شرط ضمان ہوتی ہے قرض ہے اور تعیین نفع سے بھی چونکہ شرائط مضاربت فوت ہوجاتے ہیں اس لئے مال قرض ہو جاتا ہے ۱۲ منہ

الجواب

اول اصل مسئلہ کی تحقیق ضروری ہے امام ابوحنیفہ اور محمد رحمہما اللہ کے نزدیک دارالحرب میں کافر
حربی سے اور جو حربی مسلمان ہو کر دارالحرب میں رہتا ہو اور دارالاسلام کیطرف ہجرت نہ کرے اُس سے
سود لینا اسیطرح جمیع بیوع فاسدہ سے جنمیں انکی رضا ہو اسکا مال لینا جائز ہے اور ائمہ ثلثہ
اور امام ابویوسف کے نزدیک حرام ہے اور دارالاسلام میں کسی سے لینا مطلقاً یا دارالحرب میں مسلم اصلی
یا ذمی سے یا اُس حربی سے (جو سلام لاکر ہجرت کے بعد دارالحرب کیطرف لوٹ گیا ہو) لینا یا کسی کو سود
دینا بالاتفاق حرام ہے ولا ربا بین حربی ومسلم مستأمن ولو بعقد فاسد او قمار ثمہ لان مالہ ثمہ
مباح فیحل برضاہ مطلقاً بلا غدر خلافا للثانی والثلاثۃ وحکم من اسلم فی دار الحرب ولم
یہاجر کحربی در مختار احترز بالحربی عن المسلم الاصلی والذمی وکذا عن المسلم الحربی اذا
ہاجر الینا ثم عاد الیہم فانہ لیس للمسلم ان یرابی معہ اتفاقا قولہ لان مالہ ثمہ مباح قال
فی فتح القدیر لا یخفی ان ہذا التعلیل انما یقتضی حل مباشرۃ العقد اذا کانت الزیادۃ ینالہا المسلم
الی اخر ما قال واطال اہ رد المحتار وقیل ائمہ ثلثہ وابویوسف رحمہم اللہ تعالی کی اطلاق دلائل ہے
من غیر فصل بین المسلم وغیرہ اور دلیل طرفین کی تین ہیں دو نقلی ایک عقلی **دلیل اول**
قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے لا ربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب ہدایہ **دلیل
ثانی** قصہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے شرط مقرر فرمانے کا غلبہ روم پر کہ بعینہ قمار ہے فی
الکمالین حاشیۃ تفسیر الجلالین روی انہ لما انزل اللہ ہذہ الایۃ[1] خرج ابوبکر الصدیق [illegible]
الروم علی فارس بعد بضع سنین فقال لہ ابی بن خلف کذبت اجعل بیننا وبینک اجلا اناحبک علیہ
فراہنہ علی عشر قلائص من الابل وجعل الاجل ثلث سنین وفی روایۃ خمسا وفی اخری ستا
فاخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال البضع ما بین الثلث الی التسع فزایدہ فی الخطر ومادہ فی الاجل
فجعلہا مائۃ قلوص[2] الی تسع سنین فظہرت الروم علی فارس فی سبع سنین فاخذہ ابوبکر من ورثۃ ابی بن
خلف وکان قد مات وجاء بہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتصدق بہ اہ **تیسری دلیل**

---

[1] یعنی الم غلبت الروم الخ منہ دامت فیوضہم ۱۲ [2] قلوص بالفتح شتر مادہ جوان و شتر مادہ کہ بر آن سوار تواں شد و شتر مادہ دراز یا دوست ۱۲ اللہم اغفر لکاتبہ۔

دم ربیعة بن الحارث كان مسترضعا في بني سعد فقتله هذيل وربوا الجاهلية موضوعة واول
ربوا اضعها ربوا عباس بن عبد المطلب فانها موضوعة كلها تفسير مظهری وجه
التأييد ان مكة قبل الفتح كانت دار الحرب فلو كان الربوا حلالا لم يمنع الاسلام من استيفاء
ما وجب بهذا السبب الحلال كذمي باع خمرا ثم اسلم يجوز له قبض الثمن والا لزم منتقض
ذلك الملزوم ومن ههنا لا نقر الذميين على المراباة بخلاف بيع الخمر والخنزير كما في الهداية
لحرمته الاول في الاديان كلها بخلاف الثاني فانهم يستحلونه وانا امرنا ان نتركهم وما
يدينون فكما انه ممنوع في حق الذميين ممنوع في حق الحربيين ايضا لان الديانات
لا تفاوت وانما لا نمنع الحربيين لعدم الولاية فاذا كان ممنوعا في الحربيين انفسهم فمع
المسلمين اولى كما لا يخفى **فان قيل** يلزم كون الكفار مخاطبين بالفروع **اجيب** يلتزم
ذلك على مذهب الثلثة وعلى طريق الحنفية نقول ما قال العلامة الشامي لان الصحيح من مذهب
اصحابنا ان الكفار مخاطبون بشمل ثم هي محرمات فكانت ثابتة في حقهم ايضا ١٢ اقول ويستثنى
من ذلك ما ثبت حله في دينهم كالخمر وغيره وليعضدهم ايضا **قوله تعالى وما آتيتم من**
ربا بان يعطي شيئا هبة او هدية ليطلب اكثر منه فسمي باسم المطلوب من الزيادة في المعاملة (في سورة الروم ١٢)
ليربوا في اموال الناس المعطين اي يزيد **فلا يربوا** يزكوا **عند الله** اي لا ثواب فيه للمعطين
و**قوله تعالى ولا تمنن تستكثر** بالرفع حال اي لا تعط شيئا لتطلب اكثر منه **جلالين**
(في سورة المدثر ١٢) وهذا خاص وقيل عام كما لين وجه الاعتضاد ان سورتي الروم والمدثر كلتيهما مكيتان
نزلتا قبل الفتح وقد كانت مكة حينئذ دار حرب وقد نهي فيهما عن اعطاء الهدية لطلب
الزيادة وان لم يشترط فكيف اذا شرطت فيكون منهيا عنه بالاولى فلو كان الربوا مباحا لما
كان للنهي معنى **ويمكن الجواب عن الاول** بان وضع ربوا الجاهلية لا يلزم ان يكون
لحرمته بل لما كان فيه من اثارة الفتنة والتباغض (اي التأييد ١٢) كوضع الدماء مما كان لا جل باحتمال
للعلة المذكورة واما منعنا اهل الذمة عن الربوا فلانهم من المسلمين عندنا والربوا ايضا
مستثنى عن العقود المحرمة لقوله عليه السلام لا ربوا بين اهل الحرب **وعن الثاني**
(اي العضد ١٢) بان العلماء اتفقوا على ان النهي فيهما للتنزيه فان تحريم الربوا مدني هكذا وقع القيل و

والقتال ودار الجواب والسؤال واللہ اعلم بحقیقۃ الحال بالجملۃ بعد اللتیا والتی طرفین رحمہما اللہ کے نزدیک حربی سے دار الحرب میں سود وغیرہ لینا جائز ہے اور دوسرے ائمہ کے نزدیک حرام ہے اور باقی صورتیں بالاتفاق حرام یہاں تک تو تحقیق تھی اختلاف مجتہدین کی حلت حرمت میں اور یہ سبب جب ہے کہ امام صاحب کے قول کو ظاہر پر رکھا جاوے لیکن بعض علمائے محققین قول امام کی تاویل فرماتے تھے کہ اگر دار الحرب میں کسی نے سود لیا تو امام اس سے کچھ تعرض نہ کریگا جیسا دار الحرب میں زنا کرنے سے امام اسپر حد جاری نہیں کرتا یہ معنی ہیں اباحت کے مگر یہ تاویل بعید معلوم ہوتی ہے بچند وجوہ ولفظ طیب لہ سیر کبیر میں صریح ہے ثانیاً حرمت فتح کی تصریح کی ہے حالانکہ اباحت بالمعنی المذکور مشترک ہے ثالثاً اس معنی کے اعتبار سے لینا دینا دونوں برابر ہیں پھر وجہ فرق کیا ہے تو متامل اور بعض فضلائے متدقین نے اجرائے دار الاسلام کو شرط فرمایا ہے اور اس دعوی کو دلائل سے ثابت کیا ہے اگرچہ کتب متداولہ میں مذکور نہیں مگر مسلمین حربیین میں اکی اباحت کی تصریح اسکے منافی ہے کہ وہاں احکام نہیں ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جواز حاکم آخر ہے اور اباحت مال شے دیگر اور مدعا امام صاحب کا ثانی ہے نہ اول اور فرق دونوں میں مسئلہ قضائے قاضی بشہادۃ الزور میں معلوم ہوتا ہے کہ مال مباح ہوجاتا ہے اور یہ طریق حرام ہے مثلاً اگر کوئی مقرض کسی مستقرض سے اپنا دین وصول نہ کر سکے اور وہ یہ حیلہ کرے کہ ایک حر کو اسکے ہاتھ بعوض ثمن مساوی دین کے بیع کر کے روپیہ پر قبضہ کر لے تو یہ معاملہ حرام ہوگا اور مال حلال یہ قول بہت عمدہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ جواز معاملہ کی کسی نے تصریح نہیں کی مال کو البتہ طیب لکھا ہے فالصحف والتعسف وما سبق فی ذیل الرسالۃ من عبارۃ رد المحتار انما یقتضی حل مباشرۃ العقد اذا کانت الزیادۃ للمسلم الخ لا یخفی ما اولا فلانہ لیس ہذا العنوان بخصوصہ منقولاً عن المجتہد واما ثانیاً فلان محط الافادۃ فی ہذہ العبارۃ لیس لفظ حل المباشرۃ بل التقیید بکون الزیادۃ للمسلم فیحتمل التجوز فی لفظ حل المباشرۃ حیث عبر بہ عن اباحۃ المال کما فی الہدایۃ لان مالہم مباح اب باقی رہی تحقیق اسکی کہ ملک ہندوستان دار الاسلام ہے یا دار الحرب پس یہ تو ظاہر ہے کہ قبل عملداری انگریزی ہندوستان دار الاسلام تھا اور ہندو وغیرہ ذمی ہو کر رہتے تھے اب یہ جاننا چاہیئے کہ دار الاسلام کن چیزوں سے دار الحرب ہوجاتا ہے اس میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا مذہب تو یہ ہے کہ مجموعہ امور ثلاثہ سے

عہ المراد بہ مولانا محمد یعقوب النانوتوی رحمہ اللہ تعالی ۱۲ عہ المراد بہ مولانا محمد قاسم النانوتوی رحمہ اللہ تعالی ۱۲

ہوتا ہے (۱) اہل شرک کے احکام جاری ہونے سے. تفسیر اسکی یہ ہے کہ احکام اسلام میں سے کچھ باقی نہ رہے (۲) اسکے متصل ہونیسے دارالحرب کے ساتھ (۳) اس سے کہ وہاں مسلم یا ذمی بے دغدغہ نہ باقی رہے امان اول سے اور صاحبین کے نزدیک فقط احکام کفر کے ظاہر ہونیسے دارالحرب ہو جاتا ہے کما فی العینی دار الاسلام دار حرب الا بامور ثلاثة باجراء احكام اهل الشرك وباتصالها بدار الحرب وبان لا يبقى فيها مسلم او ذمی آمنا بالامان الاول على نفسه در مختار وقالا بشرط واحد لا غير وهو اظهار حكم الكفر وهو القياس هستاني اه رد المحتار قوله باجراء احكام اهل الشرك اى على الاشتهار وان لا يحكم فيها بحكم اهل الاسلام هندية وظاهره انه لو اجريت احكام المسلمين واحكام اهل الشرك لا يكون دار الحرب اه رد المحتار اور ہندوستان نہ تو صاحبین کے قول پر دارالحرب ہے کیونکہ اگرچہ احکام شرک کے بھی علی الاعلان جاری ہیں لیکن احکام اسلام کے بھی بلا خوف مشتہر ہیں اور دونوں کے باقی رہنے سے دارالحرب نہیں ہوتا اور نہ امام صاحب کے قول پر دارالحرب ہے کیونکہ اجرائے احکام کفر بتفسیر مذکور یہاں نہیں ہوا بلکہ بدستور احکام اسلام جاری ہیں اور ایسی صورت میں دارالحرب نہیں ہوتا چنانچہ **غاية الاوطار** میں ہے استروشنی نے اپنی فصول میں ابو الیسر سے مذکور کیا کہ دارالاسلام دارالحرب نہیں ہوتا جبتک کہ وہ سب امور باطل نہ ہو جائیں جنکی جہت سے وہ دارالاسلام ہوا ہے اور اسبیجابی نے اپنے مبسوط میں اسیطرح مذکور کیا ہے اور امام ناصر الدین نے منشور میں ذکر کیا کہ دارالاسلام بسبب جاری ہونے احکام اسلام کے دارالاسلام ہوا ہے جبتک کوئی چیز علائق اسلام سے باقی رہیگی تو جانب اسلام کو ترجیح دیجاویگی كذا فی حاشية الطحطاوی اه اور اتصال اسکو بعض جوانب سے دارالحرب کیساتھ ہے اور بعض جوانب سے دارالاسلام کے ساتھ اور بعض جوانب سے دریائے شور کے ساتھ چنانچہ ماہرین جغرافیہ پر مخفی نہیں اور دریائے شور میں علما کا اختلاف ہے کہ دارالحرب کے حکم میں ہے یا کسی کے حکم میں نہیں یا یہ کہ اسکے ماوراء کا اعتبار ہے **وفی الشرنبلالية قبيل باب العشر** سئل قارئ الهداية عن البحر الملح امن دار الحرب او الاسلام اجاب انه ليس من احد القبيلين لانه لا قهر لاحد عليه اه وقال فی الدر **المنتقى** لكن قدمنا في باب نكاح الكافر ان البحر الملح ملحق بدار الحرب اه رد المحتار اور علامہ شامی نے ایک مقام پر کہا ہے وظاهره ان البحر ليس بفاصل اه یعنی اسکے ماوراء کا اعتبار ہے پس اتصال اسکو جانب بحر میں (جسکے متصل ملک عرب ہے)

یا دارالحرب سے ہے یا دارالاسلام سے یا کسی سے بھی نہیں بہرحال پورا اتصال سکو دارالحرب سے نہیں پس بصورت
تعارض اتصالات مثل اجرای احکام کے ترجیح اتصال دارالاسلام کو ہوگی جس کا مقتضا یہ ہے
کہ دارالاسلام ہو دوسری شرط بھی مفقود ہوئی رہی تیسری شرط وہ بھی مفقود ہے کیونکہ ابتدائے حکومت
انگریزی میں رعایا پر کسی قسم کی دار و گیر و بے اطمینانی سرکار کی جانب سے نہیں ہوئی بلکہ بدستور ہر شخص اپنے
جان و مال پر مطمئن رہا شاید کسی کو شبہ ہو کہ غدر سے تو امان اول باقی نہیں رہا بلکہ عہد ثانی کی ضرورت ہوئی
اول تو یہ بات غلط ہے غدر میں صرف باغیوں کو اندیشہ تھا تمام رعایا سرکار سے بالکل مطمئن تھی دوسری
سلمنا غایت سے غایت یہ ہوگا کہ بعض کیلئے امان اول باقی ہے بعض کیلئے امان ثانی یہ بھی مثل دونوں
اجراؤں یا دونوں اتصالوں کے ہوگا اور ترجیح دارالاسلام کو دیجاوے گی اور اگر بالفرض والتقدیر اس
صورت میں دارالحرب بھی ہوگیا ہو تب بھی دارالحرب اجرای احکام اسلام مثل جمعہ و عید سے دارالاسلام
ہوجاتا ہے۔ فی الدر المختار و دار الحرب تصیر دار الاسلام باجراء احکام اھل الاسلام
فیہا کجمعۃ و عید وان بقی فیہا کافر اصلی وان لم تتصل بدار الاسلام درر ۱۲ اس صورت میں
بھی ہندوستان دارالاسلام ہوگا[1] یہاں تک تحقیق ہوئی ہندوستان کو دارالاسلام یا دارالحرب ہونے
کی تقریر بالا سے واضح ہوا کہ اول تو اس مسئلہ میں ائمہ ثلاثہ اور امام ابو یوسف مخالف اور طرفین کے
دلائل مخدوش[2] اور اگر خدشات سے قطع نظر کرکے طرفین کے قول پر عمل کریں تو ہندوستان کا دارالحرب
ہونا اتفاقاً غیر ثابت[3] پس بنک سے سود لینا کیونکر جائز ہوگا اور ہندو جو کہ عہد شاہی سے ذمی ہیں ان سے
تو باوجود دارالحرب ہونے کے بھی لینا جائز نہ ہوتا[4] فکیف وھو دار الاسلام اور در صورت دارالحرب

---

[1] بعض علمائے محققین کی رائے میں یہ تحقیق ہے کہ ہندوستان من کل الوجوہ نہ دارالحرب ہے نہ دارالاسلام بلکہ بین بین ہے جیسا حبشہ تھا کیونکہ حبشہ اگر دارالحرب ہوتا تو وہاں جانے کا نام ہجرت کیوں ہوتا اور اگر دارالاسلام ہوتا تو وہاں سے آنے کا نام ہجرت کیوں ہوتا دونوں حیثیتوں سے دو دفعہ ہجرتیں صحیح ہوئیں اور اس قسم کے لوگ صحابہ ذو الہجرتین کہلائے تھے اس تحقیق کی نفاست میں کوئی کلام نہیں مگر خدشہ اس قدر ہے کہ ممکن ہے کہ حبشہ دارالحرب ہو لیکن وہاں جانے کی ہجرت ہوئی اور یہ ہجرت دارالخوف سے طرف دارالامن کے ہو اور وہاں سے مدینہ کی طرف دارالحرب سے طرف دارالاسلام کے ہو یعنی دو ہجرتوں کے ہوں چنانچہ بعض علماء نے اس مضمون کے قریب قریب لکھا ہے اور رشد العلماء کا ارشاد دارالحرب ہونے کے باب میں اور طور پر ہے جو آخر رسالے میں منقول ہے ۱۲ منہ [2] علم الفقہ میں مقرر ہوچکا ہے کہ وقت تعارض اقوال علماء کے قوۃ دلیل میں نظر کرنا چاہیے اور جب اتنی اہلیت نہ ہو تو اسکا دوسرا حکم ہے یعنی مرجح پر عمل کرنا منع کیا گیا ہے ۱۲ منہ مدظلہ [3] پھر امام صاحب کا قول بامول جیسا سابقاً شرح میں نقل کیا گیا ۱۲ منہ زاد [illegible] [4] لعدم زوال امان العہد الاول کما ارشد الیہ ارشد العلماء لما بقی العنود [illegible] ۱۲ [illegible] فتدبر منہم۔
[5] المراد بہ مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ ۱۲۔

ہونے کے اگر مسلمان سے لینا جائز ہوتا تو اُس مسلمان سے جو حربیوں میں سے اسلام لاتا نہ مسلم اصلی سے اور نہ ذمی نو مسلم سے اور دینا تو کسی حالت میں جائز نہیں ہو سکتا پس تعجب ہے کہ بعض اہل اسلام ہندوستان کو دار الحرب قرار دیکر آمدنی بنک کو حلال سمجھتے ہیں اور بعض لوگ لیکر خود نہیں کہاتے دوسروں کو کہلا دیتے ہیں یہ ایک عبارت سے پہلے سے زیادہ بڑا ہو کیونکہ صنف اول تو غالباً کبھی نادم بھی ہو جاتے ہونگے اور یہ لوگ تو اپنے کو بالکل بری الذمہ اور اپنی رائے کو مستحسن سمجھتے ہیں وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا الآیۃ کیا نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کہانے والے اور کہلانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے حافظ نے کیا خوب کہا ہے شعر؎ ترسم کہ صرفہ نبرد روز بازخواست ؎ نان حلال شیخ ز آب حرام ما ؎ فائدہ اور ایک صورت تجارت بنک کی یہ ہو کہ مالکان روپیہ نفع نقصان میں شریک رہتے ہیں مگر منافع بوجہ مصالح انتظامیہ بمقدار معین مالکوں کو ملتے ہیں باقی امانتہً بنک میں جمع رہتے ہیں یہ صورت بحث مذکور سے خارج ہو مگر چونکہ اہل بنک روپیہ کو سود کے لین دین سے بڑہاتے ہیں اسوجہ سے یہ نفع حرام ہو اسیطرح اگر ڈاکخانہ میں جمع کر دیا جاوے اور یہ تحقیق ہو جاوے کہ یہ روپیہ سود پر یا عقود باطلہ فاسدہ میں نہیں چلتا تو جائز ہو ورنہ اعانت علی الحرام حرام ہے فرع اگر غلطی سے کسی نے سود کا معاملہ کر لیا اور اب وہ توبہ کرتا ہو تو اُسکو چاہیئے کہ بقدر اصل وصول کرکے باقی چھوڑ دے فی التفسیر المظہری عن سالم بن ابی الجعد قال جاء رجل الی ابن عباس فقال انی اقرضت رجلا بیع السمک عشرین درھما فاھدی الی سمکۃ قومتہا ثلثۃ عشر درھما فقال خذ منہ سبعۃ دراھم رواہ ابن الجوزی فرع بعض لوگ اپنا حصہ بنک میں دوسرے کے ہاتھ کم و زیادہ کے عوض فروخت کر ڈالتے ہیں یہ بھی جائز نہیں کہ اموال ربویہ میں وقت اتحاد قدر وجنس کے تفاضل ونسیہ ہر دو اور وقت اختلاف احدہما کے نسیہ حرام ہے پس اگر برابر سعاوضہ بھی ہوتا تب بھی بوجہ حاضر نہونے احد البدلین کے یہ بیع حرام ہوتی چہ جائیکہ تفاضل ونسیہ دونوں موجود ہوں اور اشرفی کے عوض اگر بیع ہو تب بھی بوجہ نسیہ کے ناجائز ہو فی الھدایہ الربوا محرم فی کل مکیل وموزون اذا بیع بجنسہ متفاضلا وان تفاضلا لم یجز لتحقق الربوا

ملہ الا للمحتاج حاجۃ شدیدۃ یعتبرہ الشرع تلک الحاجۃ لا ما فیہ اسراف وتنعم وجاہ کما فی الاشباہ والنظائر آخر القاعدۃ الخامسۃ من الفن الاول ہکذا فی القنیۃ والبغیۃ یجوز للمحتاج الاستقراض بالربح اھ وفی الحموی نحو ذلک ۱۲ منہ

واذا عدم الوصفان الجنس والمعنی المضموم الیہ حل التفاضل والنساء اه فرع لتعلم مخاصا عن صحة البلیة وان ابلا الغیر اگر کسی سے اُسقدر روپیہ کہ داخل بنک کیا ہو بشرط وصول نہ ہونے کسی قدر کے ورنہ بقدر باقی قرض لیکر اُسکو سب کی رضا سے کارکنان بنک پر حوالہ کردے تو جائز ہے اسی طرح اگر حوالہ کے بعد لے تب بھی درست ہے فی الہدایہ وھی جائزۃ بالدیون وتصح الحوالۃ برضاء المحیل والمحتال علیہ اه یہ تحقیق اس مسئلہ کی بقدر امکان بطرز تقلید و روایت ہے جسکو تحقیق و روایت مطلوب ہونا چاہئے کہ مکتوب حضرت افضل المحققین و اکمل المدققین مولانا محمد قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ سابقۃ کیطرف (جو اس باب میں رسالہ قاسم العلوم میں موجود ہے) رجوع کرے وفی ما ذکرنا کفایۃ لاھل العقول المتوسطۃ ان شاء اللہ تعالیٰ واللہ ولی التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق ھذا آخر ما اردنا ایرادہ من الجواب اللھم تقبلہ واجعلہ ذریعۃ للسداد او الصواب یا اکرم یا وھاب انک عزیز غفور تواب وکان تسویدہ فی یوم الجمعۃ ثالث صفر ۱۳۰۵ھ والفراغ من تبییضہ یوم الخمیس فی خامس وعشرین من رمضان المبارک ۱۳۰۵ھ فی بلدۃ الکانفور حفظہا اللہ تعالیٰ عن الفتن والشرور

بشارات منامیہ

بعد فراغ اس تالیف کے ایک[1] شب میں نے خواب دیکھا کہ ایک چھوٹا سا مجمع موجود ہے اور لوگ کھانے میں مشغول ہیں میں بھی شریک ہو طعام نہایت لذیذ تھا اور لوگوں میں تذکرہ تھا کہ یہ کھانا حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حصہ طعام جنت سے آیا ہے غالباً اس رویا کو قصہ مراہنہ سے مناسبت ہے شاید یہ معنی ہوں کہ حضرت صدیق رضی مستحق ایسے طعام طیب کے ہیں یا نہ خراج مراہنہ کے اسی لئے حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اونٹ محتاجوں کو دیدئے تھے کیونکہ ہر مال مشتبہ کا حکم یہی ہے کہ خود استعمال میں نہ لائے ایسے لوگوں کو جو مخمصہ کی حالت میں ہوں دیدیوے۔
رویائے دوم دوسری شب بحث حدیث مراہنہ مذکورہ کی دیکھی جسکی تفصیل یاد نہیں رہی۔
رویائے سوم تیسری شب ایک صاحب علم کو دیکھا کہ اُنہوں نے ایک کتاب بصورت در مختار مع الشامی کے کھولکر کتاب النکاح نکالکر ایک عبارت پڑہی جس کا حاصل یہ تہا کہ جو شخص فلاں

[1] پھر اُس تمثال کا بعینہ وہ حکم ہوگا جو کیل کا تھا ۱۲ منہ ۱۳۰۵ھ بخوف تطویل اُنکے مضامین درج نہیں کئے ۱۲ منہ۔

امر کو حرام کہے وہ ربوا کو دار الحرب میں کیسے حلال کہہ سکتا ہے میں نے جواب دیا جسکا حاصل یہ ہے کہ یہ استدلال ضمنی ہے حالانکہ اُسی کتاب میں لا ربوا بین المسلم والحربی مصرح ہے اور تصریح ضمنی پر مقدم ہوتی ہے وہ شخص ساکت ہوگئے اسی حالت میں اُسی کتاب میں ایک مقام پر یہ عبارت نوشتہ دیکھی اہ محو امذھب الشافعی جس سے مجھکو اُسوقت اطمینان ہوگیا اھ

رؤیا چہارم چوتھی شب خواب دیکھا کہ کوئی شخص اس مضمون کا ایک استفتا رلایا ہے جسکے جواب لکھنے کا میں ارادہ کرتا ہوں پھر کسی وجہ سے اُس نے مجھسے واپس لے لیا اور میں خیال کرتا ہوں کہ پھر میرے پاس واپس آویگا اور مجھکو کئی روز سے رسالہ قاسم العلوم کی جستجو تھی مگر ملتا نہ تھا اُسی خواب میں دیکھا کہ کسی نے مجھکو کسی شخص کا نام لیکر پتہ بتلایا کہ وہ لیگیا ہے میں اُس سے لینے کا ارادہ کرتا ہوں جس کے صبح کو وہ کتاب مجھکو مل گئی ۔

رؤیا پنجم پانچویں شب کو دیکھا کہ میں مکہ معظمہ میں ایک سال مقیم ہوں اور کچھ خیال چلنے کا کرتا ہوں اھ غالباً اشارہ اولویت ہجرت کیطرف یا اشتراط احرار کیطرف ہوگا فقط بحمد اللہ ان خوابوں سے اس تحریر کی تائید ہوتی ہے والحمد للہ علی ذلک وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ولست ھنالک وحکیت ھذہ البشارات تحدثاً بنعمۃ اللہ تعالیٰ لا افتخاراً وای فخر لمن اولہ نطفۃ مذرۃ واٰخرہ جیفۃ قذرۃ وھو بین ذلک یحمل العذرۃ۔

تکملہ در شدت امر ربوا

فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو لوگ کھاتے ہیں سود نہ اٹھینگے قیامت کو مگر جیسے اٹھتا ہے جسکے حواس کھو دیے ہوں جن نے لپٹ کر یہ اسواسطے کہ انہوں نے کہا سودا کرنا بھی تو ویسا ہی ہے جیسا سود لینا اور اللہ نے حلال کیا سودا اور حرام کیا سود پھر جسکو پہونچی نصیحت اپنے رب کی اور باز آیا تو اُسکا ہے جو آگے ہوچکا اور معاملہ حکم اللہ کے اختیار اور جو کوئی پھر کرے وہی ہیں دوزخ کے لوگ اُسی میں رہ پڑے مٹاتا ہے اللہ سود اور بڑھاتا ہے خیرات اور اللہ نہیں چاہتا کسی ناشکر گنہگار کو جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کئے اور قائم رکھی نماز اور دی زکوٰۃ انکو ہے بدلا انکا اپنے رب کے پاس اور نہ انپر ڈر ہے نہ وہ غم کھاویں۔ ای ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو رہگیا سود اگر تمکو یقین ہے پھر اگر نہیں کرتے تو خبردار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے

لہ اگر حربیوں کو سود حلال ہوتا تو اس قول پر اُن کے تشنیع کیوں فرماتے پھر مسلم کو بدرجۂ اولیٰ حرام ہوگا ۱۲ منہ

اور اُسکے رسول سے اور اگر توبہ کرتے ہو تو تمکو پہونچتے ہیں اصل مال تمہارے نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ کوئی تمپر اور اگر ایک شخص ہے تنگی والا تو فرصت دینی چاہیے جبتک کشایش پاوے اور اگر خیرات کرو تو تمہارا بھلا ہے اگر تمکو کچھ سمجھ ہو اور ڈرتے رہو اُس دن سے جسمیں اُلٹے جاوگے اللہ کے پاس پھر پورا ملیگا ہر شخص کو جو اُسنے کمایا اور اُن پر ظلم نہ ہوگا انتہی اَبُو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شب معراج میں لیگئے مجھکو جبرئیل بہت لوگوں کے پاس کہ اُن کے شکم مانند کوٹھری کے تھے اور آل فرعون کی راہ میں پڑے ہوئے ہیں جب یہ لوگ جہنم پر پیش ہونیکے لئے صبح شام آتے ہیں وہ لوگ اُنکی آہٹ سنتے ہیں تو کھڑے ہو کر بھاگنا چاہتے ہیں مگر پیٹ کے بوجھ سے گر پڑتے ہیں پھر اُٹھتے ہیں پھر گر پڑتے ہیں غرض وہاں سے ہٹ نہیں سکتے یہانتک کہ آل فرعون اُنکے پاس آپہونچتے ہیں اسی طرح آتے جاتے اُنکو پامال کرتے ہیں یہی عذاب ہے اُنکا برزخ میں درمیان دنیا و آخرت کے میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں اُنہوں نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو سود کہاتے ہیں نہ اُٹھینگے مگر جیسا اُٹھتا ہو وہ شخص جسکو شیطان نے لپٹ کر بدحواس کر دیا ہو رواہ البغوی اور حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں شب معراج میں ایک جماعت پر گذرا کہ اُن کے پیٹ کوٹھری کے برابر ہیں اُنمیں سانپ بھرے ہیں کہ وہ پیٹ کے باہر سے نظر آتے ہیں میں نے اُنکا حال پوچھا اُنہوں نے کہا یہ لوگ سود کہانے والے ہیں رواہ احمد و ابن ماجہ جابرؓ سے روایت ہی کہ لعنت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کے کہانے والے پر اور کہلانے والے پر اور لکہنے والے پر اور گواہوں پر اور فرمایا یہ سب برابر ہیں رواہ مسلم اور عبد اللہ بن حنظلہ (جنکو فرشتوں نے بعد موت غسل دیا تھا) روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درم ربوا کا کہ کھائے اُسکو مرد اور حال یہ کہ وہ جانتا ہو سخت تر ہی چھتیس زنا سے رواہ احمد و الدارقطنی اور بیہقی نے ابن عباسؓ سے اسقدر اور زائد کیا ہی کہ جسکا گوشت حرام مال سے بڑہا ہو جہنم اُسکے لائق ہی اور ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سود کے ستر گناہ ہیں ادنی گناہ ایسا ہے کہ وہ شخص اپنی ماں سے صحبت کرے رواہ ابن ماجہ والبیہقی اور اسکے سوا کثرت سے وعیدیں وارد ہیں بطور انموذج کے اسیقدر پر قناعت کیگئی

الجواب بنک کا روپیہ ضمار میں داخل نہیں کیونکہ ضمار وہ مال ہو کہ اُس سے منتفع نہ ہو سکے اور بنک کے روپیہ سے برابر انتفاع حاصل ہو کہ قسط معین لیتا ہو پس زکوۃ[1] تمام دینا چاہیے جیسا دین قوی کا حال ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ثالثہ دار الحرب[2] وہ ہو کہ حاکم متصرف اُسکا کافر ہو جیسا تمام کفار کے ملک میں ہوتا ہو اور بعض ممالک میں اسیواسطے خلاف ہو رہا ہو کہ بعد دار الاسلام ہونیکے مغلوب کفار کا ہوا ہو لیس صاحبین کا اور امام صاحب کا آپس میں اتفاق ہو کہ دار الاسلام جب مغلوب کفار کا ہوجاویگا دار الحرب ہوجاویگا مگر خلاف اس میں ہو کہ مغلوب ہونیکو کس قدر قبضہ کفار کا کافی ہے صاحبین رض نے فرمایا کہ کفار اپنا حکم علی الاشتہار جاری کر دیویں کوئی خدشہ انکو اور کوئی بند کر نیوالا نرہے تو مغلوب ہوگیا اور قیاس بھی اسکو ہی چاہتا ہو کہ غلبہ اسکا ہی نام ہو کہ اپنا حکم جاری کر دیویں تو کوئی مانع نہ رہے مگر امام صاحب نے دو قید زائد کی ہیں احتیاطاً کہ غلبہ تمام ہونا اُسپر موقوف جانا ایک یہ کہ امن وقت سلام کا باقی نرہے بلکہ کفار اپنا عہد و امن جدید جاری کر دیویں پہلے استیمان اسلام کا کوئی اثر نرہے تو یہ امر بھی بعض ممالک میں بوجہ اتم موجود ہو لو کہ عہد و ذمہ اسلام کہاں ہو کوئی انکا اثر و نشان کہیں ہو بلکہ کفار کا ہر روز عہد ہونا اور اپنا قاعدہ جاری کرنا آفتاب کے مانند ہو رہا ہو دوسرے یہ کہ اتصال اُسکو دار الاسلام سے نرہے کیونکہ اگر باوجود اجراء احکام اور امن جدید کے اتصال باقی رہیگا تو مسلمان حاکم کو فی الجملہ لینے کی قوت اور وہ ولیت رہیگی کہ ایک ہی حملہ میں کفار کو دفع کر کے قابض ہوجاویگا البتہ اگر وہ قریہ سلام سے جدا ہوگیا اس طرح کہ درمیان اس مغلوب موضع کی اور دار الاسلام کے کوئی دار کفر کا موضع حائل ہوگیا ہو تو اب اسکا چھوڑانا دشوار ہو اب غلبہ تمام ہوگیا دار کفر بن گیا پس اتصال وانفصال اقلیم واحد کی صورت میں ہو تعجب کرتا ہوں۔ فقہائے وقت ہو کہ اس شرط پر کس طرح غلطی کرتے ہیں پورا مطلب نہیں سمجھتے کہ کیا ہو۔ بہرحال حسب رائے امام صاحب کے بھی وہ ملک مغلوب بوجہ اتم ہو کر دار کفر ہوگیا اور صاحبین کے مذہب پر تو کوئی امر ہی باقی نہیں رہا یہ کہ بعد دار حرب ہونے کے مسلمانوں کو اپنے احکام جاری کرنے پر جو حکام دار و گیر نہیں کرتے وہ

---

[1] اسی طرح منافع میں بھی زکوۃ ہو گو وہ بعض صورتوں میں طیب نہو کیونکہ خلط سے وہ مملوک ہوجاتا ہے اور مدار وجوب زکوۃ کا ملک پر ہو البتہ غیر طیب کا پھر بھی استعمال جائز نہیں بلکہ مضطرین و محتاجین پر تصدق واجب ہو ۱۲۔

[2] یہ وہ تحریر ہے جسکا وعدہ نقل آخر مبحث دار الاسلام قریب ختم رسالہ کے حاشیہ میں ہے ۱۲۔

دوسرا امر ہے تتبع عبارات فقہاء دیکھکر اور اصل مطلب کو نہ سمجھکر شبہہ ہوتا ہے اور بعد فہم مطلب اہل مذہب
کے امر واضح ہے واللہ تعالیٰ اعلم سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ
زید نے عمرو کو سو روپیہ قرض دیا اور کسیقدر ماہواری سود مقرر کیا عمرو نے چند روز تک سود ادا کیا جسکی
مقدار اصل سے کم یا برابر ہے بعد اسکے عمرو اصل روپیہ ادا کرنے لگا زید کو سود لینے سے جو گناہ ہوا وہ تو ظاہر ہے
مگر دریافت طلب امر یہ ہے کہ سود لینے سے اصل دین تو ساقط نہیں ہوا یا ہو گیا اگر ساقط نہیں ہوا تو اس
روایت کے کیا معنی ہیں عن سالم بن ابی الجعد قال جاء رجل الی ابن عباس فقال انی اقرضت
رجلا یبیع السمک عشرین درھما فاھدی الی سمکۃ قومتھا ثلثۃ عشر درھما فقال خذ منہ سبعۃ
دراھم رواہ ابن الجوزی کذا فی التفسیر المظہری اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سود مسقط
اصل دین ہے حالانکہ یہ ربوا صریح نہ تھا فالصریح اولی اور اگر ساقط ہو گیا تو اس آیت کے کیا معنی
ہیں وان تبتم فلکم رؤس اموالکم الایۃ فائے تعقیب کا مقتضی یہ ہے کہ بعد توبہ کے پورا
راس المال ملنا چاہئے حیث لم یقل فلکم بعض رؤس اموالکم الا ما اخذتم او نحوہ یا
حکم تعارض وترجیح کا جاری ہوگا یا حکم ابن عباس کا تورعا وتقوی تھا اور حکما وفتوی نہ تھا یا بنا برکہ
تھا کہ جب تیرہ درہم لینے سود ہیں تو اسکا رد واجب ہوا اس لیکر رد کرنے سے یہی بہتر کہ مقاصہ ہو جاوے
اگر یہ بنا تھی تو زید کے مرنے کے بعد اگر قرض وصول ہو تو اُس کے وارث پر تو رد واجب نہیں
لانہ لم یاخذ تو اُس کے حق میں بھی یہ محسوب کرنا واجب ہوگا یا نہیں کیونکہ اگر سود لینے سے زید
کو اس مقدار کا مقروض کہا جاوے تب تو ترکہ بعد ادائے دین کے ہوتا ہے یہ مقاصہ وارث
پر بھی ہوگا اور اگر زید مقروض نہ کہا جاوے بلکہ یہ رد واسطے کفارہ اُس کی معصیت کی ہو تو وارث
پر واجب نہ ہونا چاہئے سوال اگر ایک شخص نے ایک تاجر کو ہزار روپیہ دیا اور مقرر کیا کہ دس
روپیہ ماہوار ہمکو منافع دیا کر تو یہ معاملہ آیا قرض ہے اور یہ دس روپیہ سود یا مضاربت فاسدہ
ہے اور یہ دس روپیہ اینا اگر یہ قرض ہے تو یہ نفع اسکو حلال نہ ہوگا اور نہ اصل مال میں خسران
اُس پر مضمون ہوگا اور اگر مضاربت فاسدہ ہے تو وہ عقد اجارہ ہوگا اور کل منافع اُسکا حق ہوگا
اور مضارب کو اجر مثل دینا پڑیگا اس صورت میں اگر وہ اجر مثل نہ مانگے اور کل روپیہ واپس
کردے اور اُس روپیہ پر جو بڑھا اُس پر قناعت کرے آیا رب المال کو اس امر کو تسلیم کر لینا جائز ہے یا نہیں

سوال (۳) اگر کسی شخص کا روپیہ بنک میں پھنس گیا اور وہ سود سے کارہ ہو دوسرے شخص نے
کہا اپنا روپیہ ہمارے نام کرا دو اور اسکا عوض ہم سے نقد لیلو یہ معاوضہ تو چونکہ دست بدست ہا نہیں
جائز نہو گا لیکن بطور حوالہ کے اگر ایسا کیا جاوے تو جائز ہی یا نہیں اور اس روپیہ سے کچھ بطور نفع
بنک کے اسکو وصول بھی ہو چکا ہی مگر وہ دوسرا شخص پورا روپیہ دینے کو راضی ہی یہ لینا جائز ہی یا نہیں
بینوا توجروا (الجواب) (۱) عمرو نے جو کچھ زید کو بحساب سود دیا ہی وہ اصل دین میں محسوب ہوگا کہ جنس
دین سے ہی اور تقرر سود و اصل کا آپس میں معتبر نہیں ہوگا بسبب نقد ہونے کے تا وصول جملہ مقدار قرض
کے اصل قرض میں مقرر کیا جاوے گا جیسا کہ روایت مظہری سے مفہوم ہوتا ہے اور آیت وان تبتم
الخ کے یہ معنی ہیں کہ اب جو تمکو حکم حرمت ربوا کا سنایا گیا اب تمکو ربوا لینا حرام ہو گیا اگر تم باز آئے
اس فعل سے تو اپنا اصل روپیہ لیلو جو دین تہا کہ وہ راس المال تمہارا حلال ہی اور جو قبل بلوغ حکم
تحریم کا لیچکے ہو چونکہ اسوقت حکم حرمت نہوا تہا حسب قرار داد رضا باہمی تمہارا وہ عقد مباح تہا سو جو
کچھ سابق قبل حکم تحریم کیلئے لیا ہی وہ سود میں ہی لیا گیا ہی اور مباح لیا گیا اور تعیین اسکی بعد ربوا مضر نہیں
کہ مخالفت حکم کی آپس میں نہیں ہوئی مگر آئندہ کو ہرگز مت لو قال تعالیٰ فمن جاءہ موعظۃ من ربہ
فانتہی فلہ ما سلف الآیہ اور باوجود بلوغ حکم کے لینا حرام ہوگا قال ومن عاد الخ پس درمیان قول
ابن عباس کے اور آیت کے نہ معارضہ ہی کہ ترجیح قوت سے دی جاوے نہ فرق تقوی و فتوی کا کیا جاوے
نہ مقاصہ کی تکلیف کی جاوے پس اب بعد بلوغ حکم کے خواہ مورث نے وصول کیا یا وارث نے
اگرچہ بنام نہاد سود لیا دیا تہا مگر شرع نے اسکو اصل دین مقرر کیا کہ ایسی اصلاح فعل مسلم کی ہو سکتی ہی
واللہ تعالیٰ اعلم الجواب (۲) جو شخص تاجر کو ہزار روپیہ دیتا ہی قرض کی وجہ سے تو وہ قرض ہی
ہوگا کہ دونوں کی نیت قرض دینے لینے کی ہی اور منافع اسکا ظاہر ہی کہ ربوا ہوگا اور جو تاجر کو اپنی غرض
کیواسطے روپیہ دیکر یہ عقد کرے کہ اس روپیہ سے تجارت کرو اور اسکے نفع سے ہمکو دس روپیہ ماہ مثلاً
دیا کرو یہ مضاربت فاسدہ ہی اور قرض میں مستقرض اپنے ملک میں تصرف کرتا ہی اور اسکی ہی ضمان میں ہوتا
ہی اور مضاربت میں مضارب امین و وکیل ہوتا ہی اول تصرف رب المال کے ملک میں کرتا ہی پس دونوں کا
فرق بین ہی جسطرح دیا گیا ہی وہ ہی ثمرہ و حکم ہوگا اور در صورت فساد عقد مضاربت میں اجر مثل نہ
لینا دینا اور منافع پر قناعت کرنا اور تسلیم رب المال کا مباح نہ ہوگا کہ عقد فاسد کا فسخ و رفع کا حکم

نہیں کیا گیا بلکہ وہ بحال خود رکھا ہی رضا کو ہمیں دخل نہیں کہ فساد بحق شرع و حکم شارع علیہ السلام کی ہی لہذا ہرگز اسطرح نکرے ورنہ حرمت و معصیت باقی رہیگی واللہ اعلم الجواب (۳) ایسی حالت میں بطور حوالہ وصول روپیہ کا دوسرے سے درست ہی مگر جو بے چکا اُسکو خارج کرکے باقی پر حوالہ درست ہوگا کیونکہ اول معلوم کرچکا ہی کہ جو کچھ وصول بوجہ ربوا ہی وہ عین مال سے آیا ہی پس حوالہ قدر دین باقی پر مثل اسکے لیکر تو درست اور کم زیادہ ربوا ہوویگا واللہ اعلم۔

سوال اگر کسی سے روپیہ لیکر اُس روپیہ پر حوالہ کردے جو بنک میں داخل ہو درست ہی یا نہیں۔

الجواب حوالہ اپنے حق پر کرنا درست ہی اور چونکہ حسب قانون ردکرکے دینا حق طالب اہل حق کا انکے یہاں درست نہیں تو وہ بحکم غاصب ہوجاوینگے اگر حوالہ میں محتال لہ کو حق ملجاتا تو مضائقہ نہ تھا کہ محیل نے اپنے حق پر حوالہ کیا مگر فریقین جانتے ہیں کہ محتال علیہ حق نہ دیویگا بلکہ عقد فاسد بحال خود رہیگا اور وہی نفع عقد فاسد کا جو ربوا ہی ملتا رہیگا لہذا یہ حوالہ دین پر نہیں بلکہ تحویل عقد کی ہی کہ اپنی عقد فاسد کو دوسرے پر نقل کرتا ہی بعوض پس اس صورت میں یہ درست نہیں اور حرمت و کراہت سے خالی نہوگا جس کے نزدیک ہندوستان میں ربوا درست نہیں یہ حوالہ بھی درست نہیں واللہ اعلم۔

اکثر لوگ عورتوں کو فوراً مسلمان کرکے فوراً نکاح کرلیتے ہیں و شوہر کا فرپر اسلام پیش نہیں کرتے۔ یہ نکاح تو نہ ہوگا اور پیش کرنے پر بھی انکار کرے سو تفریق میں قاضی کی ضرورت ہی وہ یہاں ہی نہیں البتہ اگر دارالحرب ہو تو تین حیض گذرنے سے بائنہ ہوجاویگی۔ دارالحرب کی کیا تعریف ہی فقہا کی عبارات سے تو اُسکا دارالاسلام ہونا معلوم ہوتا ہی اور جناب مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دارالحرب ہونے کو ترجیح دی ہی مگر اُسکی وجہ معلوم ہونا چاہیئے عورت کو مسلمان کرنیکے ساتھ ہی نکاح کرنا درست نہیں اگر فوات زوج ہی جیسا آپنے لکھا ہے درست ہوگا۔ کذا فی کتب الفقہ

فتوی مجیبی مولوی محمد رشید صاحب مدرس دوم

مدرسہ جامع العلوم کانپور

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ انگریزی پرامیسری نوٹ کے منافع کا لینا گورنمنٹ سے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب فی الہدایہ ولا بین المسلم والحربی فی دار الحرب خلافا لابی یوسفؒ والشافعیؒ لھما الاعتبار بالمستامن منہم فی دارنا ولنا قولہ علیہ السلام لا ربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب ولان مالھم مباح فی دارھم فبای طریق اخذہ المسلم اخذ مالاً مباحاً اذا لم یکن فیہ غدرا الی اخرہ۔ اس عبارت کی تعلیل سے صاف ظاہر ہے کہ جو مال حربی سے برضا بلا غدر حاصل کیا جائے وہ طرفین کے پاس مباح ہے اگرچہ عقود فاسدہ یا باطلہ سے حاصل ہوا اور مال کے مباح ہونے سے عقد کا مباح ہونا ضرور نہیں مثلاً کسی کے ذمہ قرض آتا ہے اور وہ قرض کا منکر ہے اور بینہ موجود نہیں اسلئے اُسنے قرض دار کے ہاتھ ایک حر کو غلام ظاہر کرکے بیع کرڈالا اور قیمت وصول کرلی تو اگرچہ یہ مال حلال ہے لیکن عقد باطل ہے اس سے ظاہر ہے کہ حلت مال اور ہے اور حلت عقد اور۔ پس تعلیل ہدایہ سے حلت مال ظاہر ہوئی نہ حلت عقد ربوا اور چونکہ احادیث صحیحہ میں بکثرت خود عقد کی ممانعت آئی ہے یہانتک کہ دینے والے پر اور کاتب پر اور شاہد پر لعنت کی ہے حالانکہ ان لوگوں کو کچھ مال حاصل نہیں ہوتا تو اس سے ممانعت عقد صاف ظاہر ہے۔

پس احادیث اور روایت فقہ جمع کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ اگرچہ یہ مال امام صاحب کے پاس مباح ہوگا اور اسمیں تصرف ہر طرح کا جائز ہوگا لیکن معاملہ ربوا کیوجہ سے گنہگار رہیگا اور مستحق لعنت تو حاصل یہ ہوا کہ مسلمان سے یا ذمی سے ربوا لینے میں دوگناہ ہیں ایک معاملہ ربوا کا اور دوسرے مال کا جرم اور خبیث ہونا۔ اور حربی سے معاملہ کرنے میں ایک گناہ ہوگا یعنی معاملہ ربوا کا اور شدید وعید نفس معاملہ ربوا کے متعلق وارد ہیں اسکے دیکھتے ہوئے کوئی مسلمان اُسپر جرأت نہیں کر سکتا یہ تمام گفتگو اُسوقت ہے کہ جب ہندوستان کو دار الحرب تسلیم کیا جاوے۔ اور امام صاحب نے جو دار الحرب کی تعریف کی ہے اُسکا ہندوستان پر صادق آنا محل نظر ہے کیونکہ امام صاحب کے پاس دار الحرب ہونے کی یہ شرط ہے کہ کوئی حکم مسلمانوں کا باقی نہ رہے اور یہاں بہت سے احکام مسلمانوں کے جاری ہیں ھذا۔ واللہ تعالی اعلم واحکم۔

زبرہ الاحقر محمد رشید عفی عنہ
مدرس دوم مدرسہ جامع العلوم کانپور

الجواب ہو الموافق للصواب
محمد عبد اللہ مرحوم مدرس سوم
مدرسہ جامع العلوم کانپور

اورئینٹ پریس
چار ۱۳ دربار مارکیٹ لاہور

تصانیف حضرت سلطان باھوؒ

اورنگ شاہی
عکسی

عکسی
کلیدِ جنّت

عکسی
حُجّۃ الاسرار

مجالستہ النّبی
عکسی

شرح
دیوانِ باہُوؒ

عکسی
حق باہُو

عکسی
اسرارِ حق

عین الحق
عکسی

عکسی
رسائلِ باہُو

محک الفُقرا
عکسی

کلید التوحید
عکسی